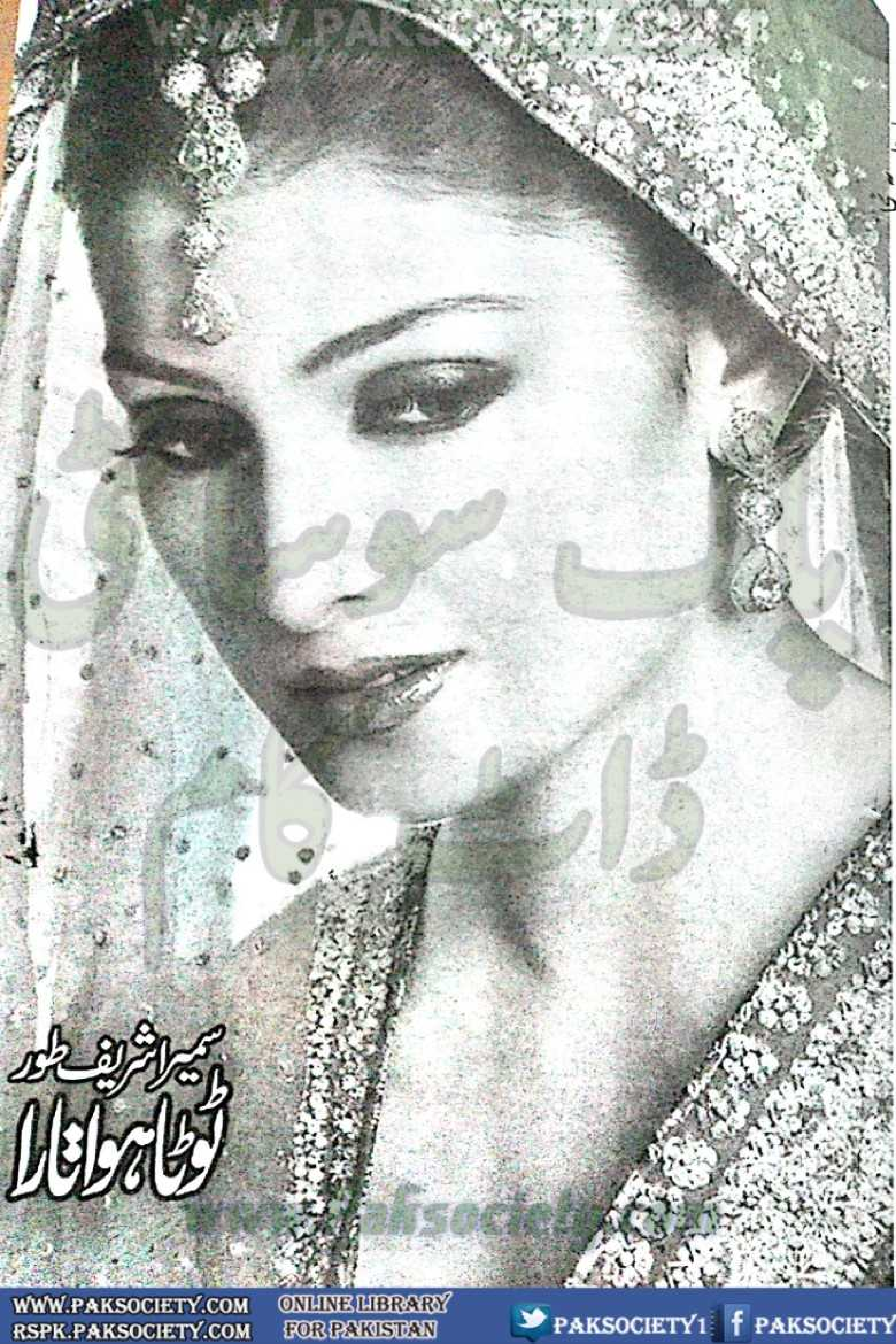

سمیرا شریف طور
ٹوٹا ہوا تارا
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

قسط نمبر 33

خزاں کے ہاتھ مجھے اس نے پھول بھیجے ہیں
وہ دوستوں میں ہے کہ دشمنوں میں سوچیں گے
تیرے بغیر کس طرح وقت گزاریں گے
ملے گا وقت تو فرصتوں میں سوچیں گے

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

اپنی ذات میں آنے والی اس تبدیلی پر شہوار بے حد خوش ہوتی ہے لیکن اس خوشی کے موقع پر تابندہ کی غیر موجودگی پر افسردہ ہوجاتی ہے ایسے میں مصطفیٰ اپنی چاہت وبھرپور توجہ سے اسے سنبھال لیتا ہے۔ احسن نہایت غصے کے عالم میں حماد کے آفس پہنچ کر اسے انا سے دور رہنے کا کہتا ہے حماد اس کے دھمکی آمیز رویے کو خاطر میں لائے بغیر صاف الفاظ میں انا کے لیے رشتہ بھیجنے کی بات کرتا ہے اس سلسلے میں انا کی جانب سے پیش قدمی کا سن کر احسن شدید اشتعال میں آجاتا ہے۔ حماد انا کو تمام صورت حال سے آگاہ کرتے اپنے گھر والوں کو لانے پر بضد ہے جبکہ احسن کے اس اقدام پر انا حیران رہ جاتی ہے۔ کاشفہ کی دھمکی آمیز فون کالز انا کا سکون برباد کیے رکھتی ہیں۔ دوسری طرف روشی اس کے انداز پر چونک جاتی ہے لیکن انا خود سے اسے کچھ نہیں بتاتی روشی اس موضوع پر ولید سے بات کرتی ہے اسے لگتا ہے ضرور انا کو بلیک میل کیا جارہا ہے ولید ایک بار پھر انا سے بات کرتا ہے جب ہی اس کے موبائل پر کاشفہ کی کال آجاتی ہے ولید اس کے ہاتھ سے موبائل لینے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس سے پہلے انا اپنا فون دیوار پر دے مارتی ہے انا کی اس حرکت پر شدید اشتعال کا شکار ہوتے ولید کا ہاتھ اس پر اٹھ جاتا ہے جبکہ انا ولید کے اس جارحانہ سلوک پر مزید بدظن ہوجاتی ہے۔ چوہدری حیات علی رقم کا انتظام کر کے شہر پہنچتے ہیں تو وہاں شادی کی تیاریاں دیکھ کر اضطراب میں مبتلا ہوجاتے ہیں وہ اس معاملے میں صفدر سے بات کرتے ہیں جبکہ صفدر اپنی مجبوریوں کا رونا رو کر انہیں مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے صفدر اس جواری کو فی الحال ٹال دیتا ہے اس کے لیے اتنی بڑی رقم کا تصور ہی بہت خوش آئند ہے جبکہ زیب النساء کی ماں انہیں تمام حقیقت سے آگاہ کرتے صفدر کی لالچی طبیعت کا بتا کر اپنی بیٹی سے نکاح کی درخواست کرتی ہیں لیکن حیات علی اپنی شادی شدہ زندگی کا بتا کر اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہیں دوسر طرف اس عورت کی بگڑتی حالت کے پیش نظر وہ فوراً ہی زیب النساء سے نکاح پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور فی الحال اپنے گھر والوں کو اس بات سے لاعلم رکھتے زیب النساء کو تمام حقیقت سے آگاہ کردیتے ہیں۔ زیب النساء حالات سے سمجھوتہ کرتے یہ جان لیتی ہے کہ ابھی ایک کٹھن زندگی اس کے سامنے ہے اور چوہدری حیات علی گاؤں لوٹ جاتے ہیں اور زیب النساء کی زندگی میں سوائے انتظار کے کچھ نہیں بچتا۔ کالج سے واپسی پر انا کا ارادہ شہوار کی طرف جانے کا ہوتا ہے لیکن ڈرائیور کے انکار پر وہ شدید اشتعال میں آجاتی ہے گھر والوں کی اس بے اعتمادی پر وہ بکھر جاتی ہے جب ہی صبوحی بیگم اسے سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں دوسری طرف وقار صاحب حماد اور گھر والوں میں کسی ایک کا چناؤ اس کے سامنے رکھ کر اسے مزید اضطراب میں مبتلا کردیتے ہیں۔ رابعہ کی شادی کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہوتی ہیں جب ہی ہادیہ رابعہ سے اصرار کرتی ہے کہ وہ اسے ابوبکر

سے ملوائے لیکن ابوبکر سے ملنے کے بعد ہادیہ بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتی ہے دوسری طرف رابعہ بھی صدمے سے گنگ رہ جاتی ہے۔

(اب آگے پڑھیے)



"آپ ہادیہ کو کب سے جانتے ہیں؟" ابوبکر اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا لیکن رابعہ کی بات سن کر ایک دم چونک اٹھا۔ وہ پلٹا اور رابعہ کے سامنے آ رکا۔

"ہادیہ......؟" سر جھکائے ابوبکر نے کہا تو رابعہ ایک دم تیزی سے بولی۔

"میری دوست۔" اس کے چہرے پر ایک دم کھنچاؤ کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔

"وہی جس سے آپ شام میں مل چکے ہیں۔" اس نے یاد دہانی کرائی تو ابوبکر نے ایک گہرا سانس لیا۔

"جسے دیکھ کر آپ چونک گئے تھے۔" ابوبکر نے خاموشی سے اپنے ماتھے پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں اضطرابی انداز میں رکھی اور پھر رابعہ کو دیکھا وہ بہت سنجیدگی لیے سوالیہ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں تھا۔"

"جھوٹ مت بولیں۔" وہ ایک دم تیزی سے بات کاٹ گئی۔

"جھوٹ نہیں بول رہا آپ کچھ نہیں جانتیں، اس لیے آپ......!"

"میں وہ سب کچھ جانتی ہوں، جو آپ نے مجھ سے چھپایا ہے ہادیہ میری بیسٹ فرینڈ ہے اس کی زندگی کے ایک ایک گوشے ایک ایک لمحے کی گواہ ہوں میں اس کے جذبات، اس کے احساسات کچھ بھی تو مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے؟"

"میں نے کچھ بھی نہیں چھپایا۔ میں نے کئی بار آپ کو اپنے بارے میں بتانا چاہا لیکن آپ نے کہا کہ آپ کو کچھ نہیں جاننا آپ اپنی دوست ہادیہ کے بارے میں کیا جانتی ہیں مجھے نہیں علم۔" ابوبکر کا انداز مستحکم تھا۔ رابعہ نے بہت سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"میرے باپ نے دوسری شادی کرلی تھی میری اپنی اسٹیپ مدر سے کبھی بھی نہ بن سکی تھی وہ زندگی کا بہت جذباتی دور تھا ایک دن شدید جھگڑے کے بعد میں گھر سے نکل پڑا تھا۔ مختلف جگہوں پر دھکے کھانے کے بعد میں خان بابا کے پاس پہنچا تھا۔ وہ میری والدہ کے رشتے دار تھے وہ اکثر ہمارے پاس آتے رہتے تھے وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے، خان بابا ہادیہ کے گھر ملازم تھے۔ برسوں پرانے ملازم، مجھے ہادیہ بی بی کے والد نے اپنے گھر کے سرونٹ کوارٹر میں رہنے کی اجازت دے دی تھی۔ میں خان بابا کا رشتے دار تھا پہلے ٹائم کالج جاتا پھر ٹیوشنز پڑھاتا اور جو وقت بچتا میں ان کے گھر کے چھوٹے موٹے کام کر دیتا تھا مجھے ڈرائیونگ آتی تھی ہادیہ بی بی کے والد نے مجھے ڈرائیور رکھ لیا، تب ہادیہ بی بی اور ان کی والدہ کو باہر لانے لے جانے میں، میں نے محسوس کیا کہ ہادیہ بی بی میری ذات میں غیر معمولی کشش محسوس کرنے لگی ہیں میں ہمیشہ اپنی ذات کے دائرے میں گھرا رہنے والا انسان تھا۔ میں ان کی غیر معمولی دلچسپی سے ڈر گیا تھا۔ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں بھلا میں ان کے لیول کا کیونکر ہو سکتا تھا انہوں نے مجھ سے کبھی بھی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن میں ہر وقت ان کی دن بدن بڑھتی غیر معمولی توجہ دیکھ کر الجھنے لگا تھا وہ خوب صورت تھیں پڑھ رہی تھیں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں صاحب جائیداد تھیں بھلا میں کیونکر ان کے معیار تک پہنچ پاتا یہ ٹھیک ہے کہ میرے والد معاشرے میں ایک اچھی پوزیشن رکھتے تھے لیکن اپنی سوتیلی والدہ کے سبب میں نے گھر چھوڑ دیا تو دوبارہ کبھی اس گھر میں واپس جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہادیہ بی بی کی وجہ سے مجھے لگنے لگا کہ اگر میں وہاں مزید رہا تو میری

پوزیشن خراب ہوسکتی ہے ان کے والد مجھ پر بہت زیادہ اعتماد اور بھروسہ کرتے تھے اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی وجہ سے میری ساکھ خراب ہو، تبھی میں نے کچھ دوستوں کی مدد سے امریکہ ویزہ کے لیے اپلائی کردیا تھا اسکالرشپ کی بنیاد پر میری قسمت اچھی تھی جو بہت جلد میں اسکالرشپ کے لیے سلیکٹ ہوگیا تھا میں نے بس خان بابا سے ذکر کیا تھا اور پھر میں خاموشی سے وہاں سے امریکہ چلا گیا تھا وہاں جا کر ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ میں نے جاب شروع کردی تھی مجھے اپنے بل بوتے پر اپنا کیریئر بنانا تھا سو تب ہی مجھے سہیل ملا ہماری دوستی ہوگئی جو آج بھی برقرار ہے۔'' وہ سب بتا کر خاموش ہوگیا تو رابعہ نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔ ابوبکر کی کہانی میں کسی بھی قسم کا کوئی جھول نہیں تھا حرف حرف سچ تھا۔ یہ سب کچھ تو وہ ہادیہ سے بھی سن چکی تھی لیکن ابوبکر کون تھا کیا بیک گراؤنڈ تھا یا کہاں غائب ہوگیا تھا نہ ہادیہ کو علم تھا اور نہ ہی اسے پتا تھا۔ رابعہ آہستگی سے ایک طرف رکھی کرسی پر گر سی گئی تھی۔

''وہ پاگل ہے، اس نے زندگی میں صرف ایک شخص سے محبت کی تھی اور وہ آپ تھے اس کے اتنے اچھے اچھے رشتے آتے ہیں اور وہ انکار کردیتی ہے۔ اس کی وجہ بھی جانتی ہیں کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہے اسے نجانے کیوں ایک امید سی تھی کہ آپ ضرور واپس آئیں گے۔'' رابعہ کے الفاظ پر ابوبکر نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔

''اس کے والدین بہت پریشان ہیں لیکن وہ شادی کے لیے نہیں مانتی۔'' ابوبکر خاموشی سے سنتا رہا۔

''ایک بات بتائیں گے؟'' رابعہ نے اچانک سر اٹھا کر ابوبکر کو بغور دیکھتے پوچھا تو وہ بھی دیکھنے لگا۔

''ہادیہ کی محبت کیا یک طرفہ تھی یا آپ بھی؟'' وہ بات ادھوری چھوڑ کر بغور دیکھنے لگی۔

ابوبکر نے اضطراری انداز میں لب بھینچے انگلیاں مسلتے کمرے میں چکر لگایا۔

''ہماری شادی ہورہی ہے اب اس سوال کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں محبت وحبت پر یقین نہیں رکھتا حقیقت یہ ہے کہ سہیل اور آپ کی فیملی کے ساتھ میری کمٹمنٹ ہوچکی ہے اور میں ہر حال میں کمٹمنٹ نبھانے والا انسان ہوں۔''

''اور دوسری طرف جو ایک لڑکی کی زندگی برباد ہوجائے گی وہ......؟'' وہ تڑپ اٹھی۔

''وقت سب سے بڑا مرہم ہے، پھر میرے اور ہادیہ بی بی کے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے۔'' انداز میں ایک دم سنجیدگی در آئی تھی۔

''وہ کوئی عام سی جذباتی لڑکی نہیں ہے، اس نے دل کی گہرائیوں سے آپ کو چاہا تھا وہ آپ کی خاطر ایک آس ایک امید میں خود پر زندگی کا ہر دروازہ بند کرکے آپ کی آمد کی منتظر تھی اور اب جبکہ اسے علم ہوچکا ہے کہ آپ واپس آچکے ہیں میری شادی آپ سے ہورہی ہے وہ بالکل ٹوٹ جائے گی۔''

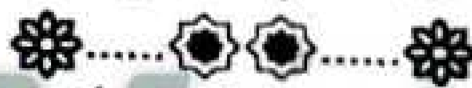
''تو بتایئے میں کیا کرسکتا ہوں؟'' ابوبکر نے پوچھا تو رابعہ خاموش ہوگئی۔

چند دن بعد اس کی شادی تھی۔ اگر وہ انکار کرتی تو سارے خاندان میں بدنام ہوجاتی اور اگر ابوبکر انکار کرتا تو سہیل اور ابوبکر کے رشتے کے درمیان ایک خلیج پیدا ہوجاتی تھی۔

''میں ایک پریکٹیکل سوچ رکھنے والا انسان ہوں میرے پاس بہت سارے رشتے نہیں ہیں سہیل کی دوستی میں، میں نے ایک بھائی کا سا پیار حاصل کیا ہے اور آپ کی فیملی سے گھر جیسی محبت۔ اب ان سب کے اعتماد کو نہیں توڑ سکتا۔''

''آپ واقعی ہادیہ سے محبت نہیں کرتے؟'' سوال ایسا تھا کہ ابوبکر چند پل کو بالکل خاموش ہوکر رہ گیا۔

رابعہ نے بہت دکھ سے ابوبکر کو دیکھا اور پھر سختی سے لب بھینچ لیے تھے۔



چند دن گزرے تھے انہیں اطلاع ملی تھی کہ زیب النساء کی ماں کی طبیعت بہت خراب ہے وہ شہر جانے کی تیاری

شعر

حلف اٹھا لینے کے فوراً بعد ہر تازہ وزیر
قائد اعظم کے مرقد پر بھی جاتا ہے ضرور
اور وہاں جا کر یہ کہتا ہے وہ ان کی روح سے
میرے ہاتھوں قوم اچھا دن نہ دیکھے گی حضور

درخشاں بی...... چوٹالہ

کرنے لگے تھے۔

"کہاں جارہے ہیں؟" زبیدہ نے انہیں تیار ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"شہر۔" انہوں نے مختصر کہہ کر سفید شلوار قمیص کے اوپر بلیک واسکٹ پہنی۔

"آج کل آپ شہر کے بہت چکر لگانے لگے ہیں۔" انداز میں کھوج تھی حیات علی کے ہاتھ رک دم رک گئے تھے۔

"کیا مطلب؟" بغور بیوی کو دیکھا۔

"کچھ دن پہلے ہی تو آپ شہر سے ہو کر آئے ہیں اب ایسا کیا ضروری کام آپڑا کہ پھر چل دیے۔" زہرہ کو اٹھائے زبیدہ سامنے آرکی تھیں۔ وہ حیات علی سے عمر میں بھی 8 سال بڑی تھیں پھر پانچ بچوں کی پیدائش نے بھی اثر دکھایا تھا زبیدہ کے جسمانی خدوخال اب ان کی عمر کو چھپا نہیں سکتے تھے وہ حیات علی کے سامنے ہمیشہ دبنے لگی تھیں اور آج کل یہ فرق حیات علی کو بڑی شدت سے محسوس ہونے لگا تھا۔ کہاں ایک کم عمر سی خوب صورت لچکیلی ڈال جیسی زیب النساء اور کہاں بڑی عمر کی پانچ بچوں کی ماں۔

انہوں نے ناگواری سے بیوی کو دیکھا۔

زبیدہ اس گھر میں راج کرتی تھی۔

حویلی کے سیاہ وسفید کی مالک تھی۔

"ہر ضروری کام بتانا ضروری نہیں ہوتا۔" ناگواری سے کہہ کر وہ پلٹے تھے۔

"میں دیکھ رہی ہوں دن بدن آپ کا رویہ مجھ سے اور بچوں سے بدل رہا ہے کوئی بھی سوال کروں عجیب روکھا سا انداز ہو جاتا ہے۔" زبیدہ کی بات پر وہ ٹھٹک گئے تھے۔

آج کل لاشعوری طور پر ان سے ایسا ہو رہا تھا وہ جان بوجھ کر زبیدہ یا بچوں کو اگنور نہیں کررہے تھے۔

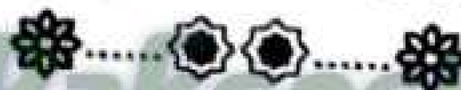
"ایسی کوئی بات نہیں، بس آج کل کچھ زیادہ ہی مصروف ہوں، اسی لیے شاید تمہیں ایسا لگ رہا ہے۔" خود کو سنبھالتے زبیدہ کے قریب آکر مسکرا کر کہا تو زبیدہ نے بغور دیکھا۔

"تو پھر بتایا نہیں کس لیے جارہے ہیں آپ شہر؟"

"ایک دوست ہے اس کی والدہ کافی بیمار ہیں اسی کی عیادت کو جانا ہے۔" نظر چرا کر پیچھے ہٹے تھے۔

"واپس کب آئیں گے؟"

"شاید ایک دو دن لگ جائیں۔" سنجیدگی سے کہہ کر نظریں چرائے وہ اپنی چند ضروری چیزیں سمیٹ کر باہر نکل گئے تھے۔ زبیدہ نے خاموشی سے انہیں جاتے دیکھا تھا۔



وہ کالج آئی تو شہوار موجود تھی۔
"کہاں تھیں تم؟" سلام دعا کے بعد اس نے پوچھا تو شہوار مسکرا دی۔
"بس گھر میں ہی تھی، تم سناؤ تمہارا نمبر کیوں آف ہے جب بھی کال کرو نمبر بند ہوتا ہے۔"
"موبائل ٹوٹ گیا ہے؟" انا نے سنجیدگی سے کہا۔
"ہائے وہ کیسے، اتنا اچھا سیٹ کیسے ٹوٹ گیا۔"
"بس ہاتھ سے گرا اور ٹوٹ گیا۔"
"میں محسوس کر رہی ہوں تم آج کل بہت بدلی بدلی سی لگنے لگی ہو جب سے وہ واقعہ ہوا ہے تم وہ والی انا لگتی ہی نہیں ہو۔" شہوار نے چلتے چلتے پوچھا تو انا ٹھٹک گئی اس نے سختی سے دانت لب تلے دبا لیے تھے۔
"کیا بات ہے کوئی پریشانی ہے؟" شہوار نے اسے بغور دیکھتے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلاتے قدم آگے بڑھا دیے تھے۔ شہوار نے چند پل اسے آگے بڑھتے دیکھا تھا۔
"لیکن کوئی تو ریزن ہوگی نا؟" وہ پھر تیز تیز چلتے اس کے مقابل آرکی تھی۔
"بس ویسے ہی طبیعت بیزار ہو رہی ہے کچھ اسٹڈی کا بہت حرج ہو چکا ہے سوچ رہی ہوں کہ کیسے کور ہوگا یہ سب۔" وہ بات ٹال گئی تھی۔
شہوار نے اسے چند پل بغور دیکھا اور پھر سر ہلا دیا۔
"روشی کا سناؤ کیسی طبیعت ہے اب اس کی۔" دونوں کاریڈور سے گزرتے ایک کمرے میں آ بیٹھی تھیں۔ بکس اور بیگ دوسری چیئر پر رکھتے شہوار نے پوچھا۔
"اچھی ہے منگنی چیک اپ ہو رہا ہے سب ٹھیک ہے۔"
"اچھی بات ہے تمہاری اور ولید بھائی کی شادی کب ہو رہی ہے۔" شہوار نے مسکرا کر پوچھا تو انا نے لب بھینچ لیے۔
"شاید کبھی بھی نہیں۔" لہجے میں تلخی تھی۔ شہوار چونکی۔
"کیا مطلب؟"
"ہر بات کا مطلب نہیں ہوتا۔" لہجے کی تلخی اسی طرح برقرار تھی۔ "پھر بھی بغیر کسی ریزن کے بھی تو کوئی بات نہیں ہوئی۔"
"کیا ہوا ہے کوئی پرابلم ہے کیا؟" شہوار پریشان ہوئی۔
"میں یہ منگنی ختم کر چکی ہوں۔" انا کا انداز سنجیدہ اور دوٹوک تھا۔ شہوار ششدر سی رہ گئی۔
"کیوں؟" بہت دیر بعد وہ کچھ بولنے کے قابل ہوئی تھی۔
"ہر کیوں کا جواب نہیں ہوتا؟"
"پھر بھی کوئی وجہ تو ہوگی نا؟ اور حیرت ہے مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں۔"
"میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں اور یہی سب سے بڑا ریزن ہے۔" انا کا انداز ایک دم سپاٹ ہو گیا تھا۔ شہوار نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔
انا بدل چکی تھی وہ یہ محسوس تو کر چکی تھی۔ لیکن اس حد تک بدل گئی ہوگی وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔
"کون ہے وہ؟"

"تم اسے جانتی ہو۔" بیگ کی اسٹریپ سے کھیلتے انا نے کہا تو شہوار اُلجھی۔

"کیسے؟"

"مصطفیٰ بھائی کا کزن ہے وہ۔" شہوار نے حیران ہو کر انا کو دیکھا وہ مسلسل بیگ کا اسٹریپ کھول اور بند کر رہی تھی۔

"کون؟"

"حماد۔" شہوار کو لگا تھا کہ جیسے انا نے اس کی سماعت پر ایک زوردار دھماکہ کیا ہو۔

"کیا.........؟" وہ بے یقینی سے اسے تکتی رہ گئی۔



وقار صاحب آفس نہیں گئے تھے وہ پچھلی کئی راتوں سے سو نہیں پائے تھے ان کی طبیعت خراب تھی لیکن ان کا ذہن مسلسل پریشانی سے کچھ بھی کام کرنے سے قاصر تھا۔ انہیں انا بہت عزیز تھی۔ انا ان کی چہیتی بیٹی تھی۔ انہوں نے اسے بہت لاڈ اور محبت سے پالا تھا۔ انا کی کبھی بھی کوئی بھی فرمائش رد نہیں ہوئی تھی۔ اس کے منہ سے نکلی ہر بات پوری کی گئی تھی۔

ولید ان سب کی مشترکہ خواہش تھی خصوصاً ضیاء احمد کی دلی خواہش تھی کہ انا اور ولید کی شادی ہو۔ کسی کو بھی اعتراض نہ تھا۔ سب کچھ بہت اچھی طرح چل رہا تھا منگنی ہو گئی تھی لیکن اب اچانک نجانے یہ حماد کہاں سے آ ٹپکا تھا۔

اس دن انا کے ساتھ پارک میں موجود اسی لڑکے کو دیکھ کر ان کا پارہ ایک دم ہائی ہوا تھا وہ انا کو گھر لے آئے تھے۔ جی چاہ رہا تھا کہ جذباتیت کا مظاہرہ کرتے وہیں پارک میں کھڑے شخص کا گریبان پکڑ لیں لیکن انہوں نے اپنے حواس بے قابو نہیں ہونے دیے تھے وہ انا کو لے کر گھر آ گئے تھے لیکن انا سے وہ سب سن کر وہ جیسے ڈھے سے گئے تھے۔

انا کی گمشدگی اس کی دماغی کنڈیشن کا خراب ہونا سب کے پیچھے یہ ریزن تھا وہ کسی بھی طور پر یقین کرنے پر آمادہ ہی نہ تھے اور اب صبوحی بیگم نے بتایا تھا کہ وہ ولید سے مکمل طور پر انکار کر چکی ہے ان کی دھمکی کے باوجود۔

"وہ کہتی ہے اگر آپ کو حماد پسند نہیں تو کسی سے بھی میری شادی کر دیں بے شک تعلق ختم کر لیں لیکن وہ کسی بھی قیمت پر ولید سے شادی نہیں کرے گی۔"

صبوحی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر وہ گم صم ہو گئے تھے۔ وہ ایک جہاندیدہ سمجھدار انسان تھے انہوں نے بہت کم عرصے میں اپنا کاروبار بڑھایا تھا۔ وہ اپنا ہر فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرتے تھے لیکن اس دفعہ وہ بہت جذباتی ہو رہے تھے۔ وہ ساری رات ایک پل کو بھی نہیں سو پائے تھے صبح سے ان کی طبیعت خراب تھی۔ وہ آفس بھی نہیں گئے تھے۔ آج ضیاء احمد کا چیک اپ تھا ولید ان کو ڈاکٹر کے پاس لے گیا تھا کوئی دو بجے کے قریب دونوں گھر لوٹے تھے۔

وقار کی طبیعت خرابی کے سبب آج صبوحی بیگم بھی بوتیک نہیں جا سکی تھیں۔ انا کالج اور احسن آفس میں تھے باقی لوگ گھر میں۔ ولید ضیاء احمد کو گھر چھوڑ کر آفس جانے کے لیے نکلا تو صغراں بلانے آ گئی۔

"بڑے صاحب (وقار) بلا رہے ہیں۔"

"چلو میں آتا ہوں۔" صغراں چلی گئی تو وہ بھی اندر آ گیا تھا لاؤنج میں روشی سمیت صبوحی بیگم، وقار احمد ضیاء صاحب بھی موجود تھے۔

"آپ نے بلایا، خیریت۔" ولید نے پوچھا۔

"بیٹھو۔" وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

کی سرخی بڑھنے لگی۔

"مجھے انا کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔" دھیمے لہجے میں وقار نے کہا تو ولید کے چہرے

"انا نے جس طرح یہ منگنی ختم کی ہے، اس پر میں بہت شرمندہ ہوں۔" انہوں نے شرمندگی سے کہا تو ضیاء صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"ایسی بات مت کرو وقار، انا بچی ہے نا سمجھ ہے جذباتی ہو رہی ہے، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"وہ نہ بچی ہے اور نہ ہی نا سمجھ، وہ یہ سب کچھ جان بوجھ کر رہی ہے میں نے بھی اب فیصلہ کرلیا ہے میں اب اسے مزید ہماری عزت سے کھیلنے کی اجازت نہیں دوں گا۔" ایک دم جذباتی ہوتے وقار صاحب نے کہا تو ضیاء صاحب نے پریشان ہو کر وقار کا چہرہ دیکھا۔

"میں اس لڑکے کے والدین کو بلوا رہا ہوں تاکہ ان سے فائنل بات کروں میں نے سوچ لیا ہے کہ بہت جلد انا کو اس لڑکے کے ساتھ رخصت کر کے اس سارے سلسلے کو ہی ختم کردوں گا میں انا سے سب تعلق ختم کروں گا اور یہی میرا آخری فیصلہ ہے۔" انداز دوٹوک تھا صبوحی بیگم تو ایک دم رونے لگ گئی تھیں۔ روشی نے فوراً قریب آ کر انہیں کندھوں سے تھاما۔

ضیاء صاحب کے چہرے پر پریشانی کی کیفیت پھیل گئی تھی۔

"ایسے جذباتی فیصلے اس طرح آنا فانا نہیں ہو جاتے، وہ بچی ہے اگر جذباتی ہو رہی ہے تو تم تو کم از کم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو، وہ ہماری بچی ہے ایسے کیسے تم یہ فیصلہ کر سکتے ہو۔" ضیاء صاحب نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

"تو کیا میں اس وقت کا بیٹھ کر انتظار کروں، جب وہ خود اس لڑکے کے ساتھ چلی جائے۔"

"اللہ نہ کرے۔" صبوحی بیگم تو دہل سی گئی تھیں۔

"کیسی باتیں کرتے ہو تم وقار، وہ ہماری بچی ہے ہمارے ہاتھوں پرورش پائی ہے اس نے، وہ بھلا ایسی ویسی کوئی حرکت کیوں کرے گی وہ کرداری لحاظ سے کوئی کمزور لڑکی نہیں ہے۔ وہ کبھی بھی کوئی غلط قدم نہیں اٹھائے گی۔" ضیاء صاحب نے ناراضگی سے کہا تو وقار نے ایک گہرا سانس لیا۔

"کبھی میں بھی یہی سوچتا تھا وہ اس لڑکے کو ہمارے سامنے تک لے آئی ہے۔ مجھے اب اس وقت سے ڈر لگتا ہے جب کوئی انہونی ہو، میں اب اس سلسلے کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور بس۔"

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے انا میرے ولید کی منگیتر ہے۔" ضیاء صاحب نے پریشان ہو کر یاد دلانا چاہا۔

"وہ خود یہ منگنی ختم کر چکی ہے۔" وقار نے سنجیدگی سے اطلاع دی۔

"میں نہیں مانتا اس پر سب سے پہلے ہمارا حق ہے۔" وقار نے ایک گہرا سانس لیا اور ولید نے ایک دم کھڑا ہو کر کہا۔

"آپ کے ماننے یا نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوگا بابا ہوگا وہی جو انا چاہتی ہے اور میں زبردستی کے رشتوں کا قائل نہیں ہوں مجھے اپنی سیلف ریسپیکٹ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ میرا خیال ہے انکل نے بالکل ٹھیک اور بروقت فیصلہ کیا ہے آپ بھی دل سے اس فیصلے کو مان لیں تو اچھی بات ہے۔" تلخی سے کہہ کر وہ لاؤنج سے نکل گیا تھا۔ سبھی نے بہت دکھ سے اسے جاتے دیکھا تھا۔



شہوار سارا وقت سخت پریشان رہی تھی انا حماد کو پسند کرنے لگی تھی حماد کی وجہ سے وہ ولید سے منگنی توڑ چکی تھی۔ اسے یہ بات ہضم نہیں ہو پا رہی تھی۔ باقی سارا وقت اسے انا سے بات چیت کا موقع نہیں ملا تھا کچھ انا بھی اس سے دور رہی تھی۔ وہ انا کے لیے حقیقتاً دل سے پریشان ہو چکی تھی۔ آج اسے گھر جلدی آنا تھا سو وہ دو بجے کے قریب ہی گھر آ گئی

تھی ڈرائیور لینے آیا تھا۔
گھر میں بھی کو اس کی پریگنینسی کی خبر مل چکی تھی ماں جی تو بے حد خوش تھیں خوش تو وہ خود بھی تھی لیکن تابندہ بوا کا خیال اسے غم زدہ کردیتا تھا نجانے وہ کہاں تھیں اس کا دل چاہتا تھا کہ اسے بس کوئی اطلاع مل جائے وہ اڑ کر ان تک پہنچ جائے وہ گھر آئی تو شائستہ بھابی موجود تھیں۔ وہ شاید اسی سے ملنے آئی تھیں۔
آتے ہی وہ اس کو لے کر اس کے کمرے میں چلی آئی تھی۔
"کیا بات ہے خیریت ہے نا؟"
"تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"
"ہاں کہیے۔"
"تمہاری دوست کے متعلق بات ہے۔" انداز دھیما سا تھا شہوار چونکی یعنی کوئی بات تھی انا نے حماد سے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا بس یہ کہ وہ پسند کرتی ہے کیوں کیسے۔
"کیا مطلب......کون سی دوست؟"
"انا......" شہوار کا دل ڈوبنے لگا تھا۔
"میں سمجھی نہیں۔"
"چھوڑو تمہاری تو پکی دوست ہے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہوگا تمہیں تو۔" شائستہ نے طنزیہ انداز اختیار کیا تو شہوار ٹھٹکی۔
"مجھے آپ کی کسی بھی بات کی سمجھ نہیں آرہی جو بھی کہنا ہے صاف صاف کہیں۔"
"تمہاری دوست اور ہمارے حماد میں کوئی چکر چل رہا ہے ٹھنک تو میں تب ہی گئی تھی جب حماد بہانے بہانے سے مجھے ساتھ لے کر اس کے گھر جاتا تھا لیکن سوچا میرا وہم ہوگا منگنی شدہ لڑکی ہے لیکن وہ تو آج حماد نے گھر میں خبر نشر کی ہے کہ وہ انا کو پسند کرتا ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے لڑکی بھی اسے پسند کرتی ہے اس کی خاطر اپنی منگنی توڑ چکی ہے اس لیے اب ہم اس کا رشتہ لے کر انا کے گھر جائیں۔" شائستہ نے ساری کہانی کہہ سنائی تھی۔
شہوار تو گم صم حیرت سے شائستہ کی شکل دیکھ رہی تھی۔
"تو بات یہاں تک پہنچ چکی تھی۔" وہ بے یقین تھی۔
"تم جانتی تو ہو ہمارے ہاں خاندان سے باہر شادیوں کا رواج نہیں لیکن اب نئی جنریشن کی شادیاں ہو رہی ہیں تو حماد بضد ہے کہ وہ انا سے ہی شادی کرے گا۔ دو دن سے اس نے گھر میں یہ سلسلہ کھڑا کر رکھا ہے۔"
"یہ سب حماد نے بتایا ہے کیا؟" وہ بہت الجھی ہوئی تھی۔
"تو اور کیا...... میں خود سے جھوٹ کیوں گھڑنے لگی۔ سچ کہوں لڑکی تو بہت اچھی تھی مجھے پسند بھی بہت تھی مگر یہ ولید سے منگنی توڑ کر حماد سے شادی کرنے والی بات مجھے سمجھ نہیں آئی...... حماد لاابالی اور جذباتی سا لڑکا ہے ٹھیک ہے اچھی جاب پر ہے اچھے گھرانے سے ہے۔ دولت عزت سب کچھ ہے مگر وہ اور ولید بہت فرق ہے دونوں میں انا ولید کو چھوڑ کر حماد کی طرف آئے بات بنتی نہیں کچھ۔" شائستہ کے الفاظ پر شہوار گم صم سی ہوگئی تھی۔ اتنا کچھ ہو چکا تھا اور وہ بے خبر تھی۔
کتنی دوریاں آ گئی تھیں دونوں میں کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں دوسروں سے جان رہی تھیں۔ انا کی شخصیت کا یہ پہلو۔ شہوار یقین کرنے پر آمادہ ہی نہ تھی۔ لیکن آج کالج میں ہونے والی انا سے گفتگو وہ بھی تو نظر انداز کی جانے والی نہ تھی۔ انا نے صاف لفظوں میں کہا تھا وہ حماد کو پسند کرتی ہے اور ولید سے منگنی توڑ چکی ہے۔
انا کو وہ بہت اچھی طرح جانتی تھی۔ وہ نہ کرداری لحاظ سے کوئی کمزور لڑکی تھی اور نہ ہی ظاہری چمک دمک دولت و

حشمت دیکھ کر مر مٹنے والوں میں سے تھی۔ جہاں تک اس نے محسوس کیا تھا صاف لگتا تھا کہ وہ ولید کے ساتھ منگنی پر بہت خوش تھی......لیکن درمیان میں آنے والا یہ یوٹرن۔

انا کہاں بدلی تھی؟

''کہاں گم ہوگئی؟''

شائستہ نے کندھے کو ہلایا تو شہوار چونکی۔

''میں حیران ہوں مجھے یقین نہیں آرہا انا ایسی لڑکی نہیں ہے یقیناً کوئی وجہ رہی ہوگی وہ تو کبھی بھی بلاوجہ کالج میں ساتھ پڑھنے والے کلاس فیلو سے بھی مخاطب ہونے کو اچھا نہیں سمجھتی تھی وہ خود بھلا یہ سب کیسے کرسکتی ہے۔'' وہ یقین کرنے کو تیار ہی نہ تھی۔

''لیکن یہ سب ہو چکا ہے جیسے بھی ہوا ہے لیکن اب حماد بضد ہے کہ ہم چند دنوں میں اس کی طرف رشتہ لے کر جائیں۔'' شائستہ نے سنجیدگی سے بتایا۔

''تو پھر آپ لوگوں نے کیا سوچا کیا واقعی رشتہ لے کر جائیں گی۔'' اس نے پوچھا تو شائستہ نے اثبات گردن ہلادی۔

''اب بات امی جی تک پہنچی ہے بڑوں میں معاملہ ہے دیکھو کیا فیصلہ کرتے ہیں ابھی انا کو جانتے ہیں مصطفیٰ کا حوالہ مستند ہے لڑکی اچھی اور خوب صورت ہے ناپسند تو کسی کو بھی نہیں پھر تمہاری دوست ہے مگر منگنی والی بات پر آ کر بھی الجھے ہوئے ہیں۔'' شہوار کے اندر عجیب سے انداز میں سائیں سائیں سا ہونے لگا تھا۔

''مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ بہر حال میں آج انا کی طرف چکر لگاتی ہوں دیکھتی ہوں کیا سلسلہ ہے یہ سب۔''

''ہاں بھئی ضرور چکر لگاؤ تمہاری تو دوست ہے مجھے تو یہ تھا کہ تمہیں شاید سب علم ہو لیکن تم بھی لاعلم ہو۔'' شائستہ کی بات پر وہ خاموش رہی تھی لیکن اندرون خانہ ایک جنگ سی چھڑی ہوئی تھی۔

سوچوں کا ایک اژدھام تھا جس نے دل ودماغ کو جکڑ لیا تھا۔



ولید انا کے کمرے میں آیا تو وہ ابھی تک کالج سے نہیں لوٹی تھی۔ وہ جو کچھ کر چکی تھی اور جو کچھ کر رہی تھی وہ سب دیکھا جاتا تو وہ کبھی بھی اس کی طرف نہ پلٹتا لیکن بات عزت نفس سے بڑھ کر ان لوگوں کی تھی جو اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ صبوحی بیگم، وقار احمد، احسن، روشی، ضیاء صاحب کی محبت کا تو کوئی نعم البدل ہی نہ تھا۔

ابھی وہ کمرے میں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے دروازہ کھلا تھا وہ پلٹا تو انا اسے دیکھ کر رک گئی تھی ولید کو اپنی غیر موجودگی میں اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ ٹھٹکی تھی۔ وہ بھی رک گیا تھا۔

''آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔'' لہجے میں تلخی تھی۔

''ہمارا گھر ہے میں جدھر چاہے نظر آؤں تم سے مطلب؟'' ولید کا لہجہ اس سے زیادہ تلخ تھا۔

''یہ میرا کمرہ ہے آپ کا گھر دوسری طرف ہے اب اگر آپ یہاں بلا اجازت نظر آئے تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گی۔'' بکس بستر پر پٹخ کر وہ چیخ کر بولی۔

''شٹ اپ۔'' ولید نے سختی سے ٹوکا۔

''تم دن بدن انتہائی بدتمیز اور نان سینس ہوتی جارہی ہو، تمہیں ذرا تمیز نہیں کہ کس سے کیسے بات کرتے ہیں۔'' اس

کے لہجے پر ولید ایک دم تپا تھا۔

"میری خوبیاں گنوانے سے پہلے آپ اپنے گریبان میں بھی جھانک لیں کسی کے کمرے میں کیسے داخل ہوتے ہیں اس بات کی تمیز تو آپ کو بھی نہیں ہے۔"

"اف...... "اتنا تپا دینے والا جواب تھا۔

ولید نے گھورا تو انا بغیر توجہ دیے آگے بڑھی تھی۔ ولید کے سامنے سے گزر کر الماری سے دوپٹہ نکال کر چادر اتار کر دوپٹہ اوڑھ کر وہ واش روم میں چلی گئی تھی۔ وہ منہ ہاتھ دھو کر واپس آئی تو ولید اسی طرح کھڑا تھا انداز پر سوچ اور سر جھکا ہوا تھا انا کے تیور بدلنے لگے تھے۔

"آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟" لہجے میں تلخی تھی ولید نے سنجیدگی سے دیکھا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" سنجیدگی سے دیکھتے کہا تو انا ٹھٹکی۔

"کیا ہم بغیر کسی بحث ومباحثہ کے آرام وسکون سے ایک دوسرے کی بات نہیں سن سکتے؟" انا نے خاموشی سے آ نسے دیکھا۔

"تم یہاں بیٹھو" ولید نے بستر کے کنارے بیٹھ کر فوراً اسے دوسرے کنارے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"آپ کہیں جو کہنا ہے مجھے سخت بھوک لگی ہے۔" اسی طرح ناراضگی سے کہا۔

ولید نے ایک گہرا سانس لے کر بستر سے اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"تم یہ سب کچھ کاشفہ کی وجہ سے کر رہی ہو؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا تو انا کے چہرے پر تلخی چھانے لگی تھی۔

"میرا اور کاشفہ کا ایسا کوئی بھی تعلق نہیں تھا میں کسی وجہ سے کاشفہ کی طرف بڑھا تھا محض اس کو اعتماد میں لینا مقصد تھا۔" ولید نے سنجیدگی سے بتایا تو انا استہزائیہ مسکرائی۔

"وہ وجہ کیا تھی یہ بھی بتادیں بڑی مہربانی ہوگی۔"

"میں وہ وجہ نہیں بتا سکتا لیکن یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کسی بھی انداز ے سے کاشفہ کے ساتھ انوالمنٹ کا مظاہرہ نہیں کیا تھا جہاں تک ممکن ہو سکا میں نے اس سے بچنے کی کوشش کی تھی۔" ولید کے الفاظ پر وہ مسکرائی تھی۔

"آپ مجھے صفائیاں کیوں دے رہے ہیں آپ کاشفہ سے انوالو ہوئے یا نہیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میری طرف سے آپ کچھ بھی کرتے پھریں میں بھلا کون ہوتی ہوں اس بات کو ایشو بنانے والی۔"

"تو پھر یہ سارا پرابلم کیوں کری ایٹ کر رکھا ہے جب تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں کوئی دھوکے باز فلرٹی انسان ہوں کہ آج اس کے ساتھ کل اس کے ساتھ چکر چلاتا پھروں مجھے اپنا کردار اسی طرح عزیز ہے جیسے تمہیں کہنے کو تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ تمہارا حماد کے ساتھ تعلق تھا اور تم محض مجھ سے چھٹکارا پانے کے لیے کاشفہ کو درمیان میں لائی ہو۔" ولید کے چہرے پر آگ جیسی تپش تھی۔

"بکواس بند کریں میرا کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا" ولید کے اس الزام پر وہ ایک دم تڑپ اٹھی تھی۔ غصے سے بولی تھی۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے جبکہ تم سب کے سامنے برملا اعلان کر چکی ہو کہ تم حماد کو پسند کرتی ہو اس سے شادی کرنا چاہتی ہو منگنی کی انگوٹھی واپس کرنے کی بھی یہی وجہ تھی اور اس رات گھر سے غائب رہنے کے پیچھے بھی شاید تمہارا یہ حماد شامل تھا۔" ولید کے الفاظ سے انا کو لگ رہا تھا کہ وہ سر سے پاؤں تک جھلس رہی ہو۔

اس نے سب کو ہی باور کرانے کی کوشش کی تھی اور اب جبکہ سب اس بات پر یقین کر چکے تھے تو ولید کے منہ سے یہ

الفاظ سن کر اس کے اندر آگ سی تپ اٹھی تھی۔ جی چاہ رہا تھا کہ خود پر الزام لگانے والے ولید کا منہ طمانچوں سے سرخ کردے لیکن ضبط سے ہونٹ دانت تلے دبا گئی تھی۔

"خیر تم مجھے کیا ریجیکٹ کروگی میں بھی کبھی تم جیسی لڑکی سے شادی نہ کرتا تمہیں میرے اور کاشفہ سے متعلق جو بھی سمجھنا ہے سمجھتی رہو میں کوئی صفائیاں پیش کرنے نہیں آیا میں تو بس یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ تم کس وجہ سے بلیک میل ہورہی ہو۔" انا ٹھٹکی تھی۔

"موبائل توڑ دینے سے تم حقیقت تو نہیں چھپاپاؤ گی تمہارے نمبر سے ساری ڈیٹیل معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں لیکن سوچا پہلے تم سے کنفرم کرلوں کیا وجہ ہے جو تم یہ سارا ڈرامہ کررہی ہو۔" ولید کا انداز مضبوط اور دوٹوک تھا۔

"میں کوئی ڈرامہ نہیں کررہی۔"

"ڈرامہ نہیں کررہی تو پھر بلیک میل ہورہی ہو تم، کون ہے وہ کیا معاملہ ہے یہ سارا۔" سینے پر ہاتھ باندھ کر سختی سے پوچھا تو انا کے چہرے کی رنگت بدلی تھی۔ نہ ہی تو وہ پیشہ ور ایکٹرس تھی جو چہرے کے تاثرات چھپا جاتی اور نہ ہی وہ بہت بہادر۔

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں میں کیوں بلیک میل ہونے لگی کسی سے۔" اس نے برہمی دکھانا چاہی تھی لیکن آواز کی لڑکھڑاہٹ غالب تھی۔

"یہ تو اب ساری ڈیٹیل سامنے آنے پر ہی پتا چلے گا کہ اصل حقیقت کیا ہے، بہرحال میں تمہیں صرف سمجھانے آیا تھا دیکھو انا ہم تمہارے اپنے ہیں خود کو تنہا مت کرو اگر کوئی وجہ ہے تو ہمیں بتاؤ ورنہ بعد میں علم تو ہو ہی جانا ہے لیکن سب سے زیادہ پریشانی تمہیں ہوگی۔" اس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا تو وہ گم صم سی ہوکر اسے دیکھنے لگی۔

"روشی نے تمہیں کسی سے بات کرتے سنا تھا تمہیں کوئی دھمکیاں دے رہا تھا اور تم پریشان تھیں وغیرہ وغیرہ۔" انا کے چہرے کا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔ اسے لگا کہ جیسے اس کی ساری محنت ضائع ہوگئی ہے۔

"ایسا کچھ بھی نہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی روشی کو۔" خود کو سنبھالتے ولید کے ہاتھ سے ہاتھ کھینچتے وہ رخ بدل گئی تھی۔

ولید نے پرسوچ نظروں سے اس کے رخ بدلتے وجود کو دیکھا۔

"کیا تمہیں حماد بلیک میل کررہا ہے؟" ولید کے سوال پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"کیوں کررہا ہے؟" انا نے ایک گہرا سانس لیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں نہ ہی مجھے کوئی بلیک میل کررہا ہے اور نہ ہی پریشانی آپ خوامخواہ میرے معاملات میں گھسنے کی کوشش مت کریں۔" اب کے دوبارہ تلخی سے وہ محوکلام ہوئی۔

ولید نے چند پل اسے بغور دیکھا تھا۔ انا کا چہرہ اس کی نظروں کی تپش سے جلنے لگا تو وہ پریشان ہوگئی۔

"پلیز اگر اب آپ کی تفتیش مکمل ہوچکی ہے تو آپ جاسکتے ہیں۔" ولید ہلکا سا مسکرادیا۔ طنزیہ مسکراہٹ...... انا کا پارہ ہائی ہونے لگا تھا۔

"انکل حماد سے رابطہ کرنے اور اس کی فیملی کو بلانے پر آمادہ ہوچکے ہیں مبارک ہو تمہاری دلی مراد پوری ہونے جارہی ہے ابھی کچھ غصے میں ہیں لیکن بابا سنبھال لیں گے۔" ولید کا انداز سنجیدہ تھا۔

انا کے چہرے کا رنگ ایک دم پھیکا پڑا تھا۔ ولید نے بغور دیکھا تھا۔ وہ پلٹا اور دروازے کے پاس ایک پل کو رکا اور پلٹ کر انا کو دیکھا وہ اسی طرح ساکت سی کھڑی تھی۔

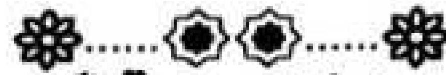
"محبت میں اعتماد رخصت ہوجائے تو محبت عذاب بن جاتی ہے یہ دل کے فیصلے ہوتے ہیں زوروزبردستی سے طے

دل

امام غزالیؒ کہتے ہیں۔"اے انسانوں اگر کوئی بادشاہ تمہارے گھر آنے کا ارادہ کرے تو تم ہفتہ بھر پہلے گھر کو رنگ و روغن کرو گے۔اسے صاف ستھرا رکھو گے تاکہ بادشاہ تمہارے گھر سے خوش اور مطمئن ہوکر جائے تو پھر اے انسانوں وہ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے جس کا رہنے کا گھر تمہارا دل ہے تو اپنے دل کو صاف ستھرا کیوں نہیں رکھتے۔اے انسانوں اپنے دل میں سے بُری خصلتیں جیسے حسد، بغض اور اللہ کی نافرمانی اور نفرت وغیرہ کو نکال دو اس میں محبت کا بیج ڈالو تاکہ تمہارے دل میں اس عظیم ہستی کی محبت پیدا ہو۔

(مقدس رباب...... چکوال)

نہیں پاتے حماد اچھا انسان ہے میری دعا ہے کہ وہ تمہارے حق میں بہتر ثابت ہو۔" ولید کہہ کر کمرے سے نکل گیا اور رانا کو لگا وہ بالکل ڈھے سی گئی ہو...... وہ بیڈ تک آئی اور گرنے کے سے انداز میں بستر کے کنارے گری اور پھر اگلے ہی پل دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر شدت سے رودی۔



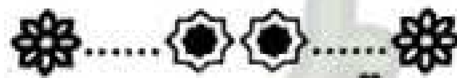
کاشفہ اپنے کمرے میں مسلسل ٹہلتے موبائل پر کوئی نمبر ملا رہی تھی لیکن ہر بار مطلوبہ نمبر بند مل رہا تھا۔اس کا پارہ ایک دم ہائی ہونے لگا تھا۔ٹہلتے ٹہلتے وہ رکی اور کچھ سوچتے اس نے پھر کوئی نمبر ملایا تھا۔

"میں کاشفہ، ہاں ہاں کیسے ہو، میں ٹھیک ہوں...... اوکے...... بس ایک کام تھا...... نہیں...... نہیں...... بس ایک نمبر چاہیے ایڈریس ابھی میسج کردیتی ہوں...... نہیں پی ٹی سی ایل ہے...... اوکے میں ابھی ٹیکسٹ کرتی ہوں۔" اس نے کال بند کردی اور صوفے پر بیٹھ کر میسج کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد پھر موبائل بجا تھا اس نے فوراً کال پک کی تھی۔

"ہاں بولو...... اوکے...... ٹیکسٹ کردو...... تھینک یو سو مچ...... ویلکم کیوں نہیں...... تم ٹائم سیٹ کرو میں آجاؤں گی مس یو...... لو یو...... بائے۔" کال بند کرکے وہ پھر بیٹھ گئی تھی کچھ سیکنڈ بعد ایک میسج ریسیو ہوا تھا یہ فون نمبر تھا۔

کاشفہ اس نمبر کو ڈائل کرکے موبائل کان سے لگا کر کال ریسیو ہونے کا انتظار کرنے لگی تھی۔



وہ شہر آئے تو صفدر کی بیوی کی وفات کی خبر منتظر تھی زیب النساء کا رو رو کر برا حال تھا وہ ڈیڈ باڈی اپنے گھر لائے تھے زیب النساء کے کہنے پر اس کی بہن مہر النساء کو اطلاع کردی گئی تھی۔مہر النساء اپنی ایک عدد نند کے ساتھ آئی تھی صفدر غائب تھا چوہدری حیات علی کے گھر سے ہی میت کی تدفین کی تیاری ہوئی تھی اسی شام دفنا دیا گیا تھا زیبن کی بہن اپنی نند کے ساتھ روتی دھوتی بہن کو تسلی و دلاسہ دے کر رخصت ہوگئی تھی کہ شوہر کی طرف سے اسے رات رکنے کی اجازت نہ تھی۔رات سب کاموں سے فارغ ہوکر حیات علی گھر آئے تو زیبن کا رو رو کر برا حال تھا۔

"ایسا کیسے چلے گا زیبن اگر اسی طرح روتی دھوتی رہی تو بیمار پڑ جاؤ گی۔" محبت سے ساتھ لگا کر دلاسہ دیتے کہا تو وہ اور شدت سے رودی۔

"ہم دونوں بہنوں نے ہمیشہ ابا کے ہوتے ہوئے بھی لاوارثوں کی سی زندگی گزاری تھی کبھی یہاں کبھی وہاں اماں نے ہمارے لیے بہت کچھ برداشت کیا تھا اب اماں بھی چلی گئیں اب بھلا کیسے جئیں گے ہم دونوں بہنیں آپا کا شوہر اتنا ظالم ہے نجانے آج کیسے آنے دیا ورنہ وہ تو کبھی گھر سے نکلنے ہی نہیں دیتا اماں کیا مری ہے میرے تو جیسے سب رشتے ہی

مر گئے ہیں۔" زیبن کی گریہ وزاری کا وہی عالم تھا..... حیات علی نے ایک گہرا سانس لیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا میں ہوں نا، میں تمہیں کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہیں آنے دوں گا۔" تسلی دی تو اس نے مایوسی سے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

"آپ اتنے دن بعد آئے ہیں پھر پتا نہیں کب آئیں گے اب تو اماں کی بھی امید ختم ہو چکی ہے میں بھلا اس گھر میں تنہا کیسے رہوں گی۔" وہ حقیقت پسند لڑکی تھی اور آنے والے حالات اسے ابھی سے ہی خوف زدہ کرنے لگے تھے۔

"کچھ دنوں کی بات ہے میں اپنے بابا صاحب کا موڈ دیکھ کر انہیں اپنی دوسری شادی کا بتا دوں گا پھر تم ہمارے ساتھ حویلی میں ہی رہا کرو گی۔" حیات علی نے اسے بہلانا چاہا تھا۔

"میری ایسی قسمت کہاں کہ میں حویلی میں رہوں چوہدری صاحب مجھ پر ایک احسان کیجیے گا مجھے کبھی اکیلے مت چھوڑیے گا ورنہ میں مرجاؤں گی میں نے کبھی اماں کے بغیر زندگی نہیں گزاری۔" وہ شدت سے روئی تو چوہدری حیات ایک دم اسے تسلی دلاسے دینے لگ گئے تھے۔

ہمیشہ ساتھ نبھانے کا وعدہ دیتے ہر مشکل گھڑی ساتھ رکھنے کے وعدے کیے تھے۔ بہت جلد چار دن گزرے تھے۔ مزید رکتے تو وہاں گاؤں میں سب نے پریشان ہو جانا تھا۔

انہوں نے زیب النساء کے لیے بخشو کی مدد سے ایک کل وقتی ملازمہ کا بندوبست کر دیا تھا کھانے پینے کا سب سامان مہیا کرتے ایک معقول رقم زیبن کو سونپ کر وہ واپس گاؤں کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ اور زیب النساء کا انتظار ایک بار پھر شروع ہو گیا تھا۔

❀......❀❀......❀

کافی دیر سے راہداری کا فون بج رہا تھا روشی نے کال ریسیو کی تھی۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو روشی الجھی۔

"کون؟"

"انا سے بات کرنی ہے۔"

"اوہ..... آپ کون؟"

"میں اس کی دوست ہوں کالج فیلو اس نے یہ نمبر دیا تھا موبائل بند تھا سوچا اس پر بات کرلوں۔" دوسری طرف سے بہت اطمینان سے کہا گیا۔

"ہولڈ کریں ابھی انا کو بلاتی ہوں۔" روشی ہولڈ کروا کر انا کے کمرے کی طرف آئی۔

وہ بستر پر سامنے کتابیں بکھرائے بیٹھی ہوئی تھی اس کا دھیان نجانے کہاں تھا روشی نے ڈور ناک کیا تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"تمہاری کال ہے۔" انا الجھی اس کا موبائل تو خراب تھا۔

"کون ہے؟"

"پتا نہیں نام میں نے پوچھا نہیں، کالج فیلو کہہ رہی تھی خود کو۔ میں ہولڈ کرا آئی تھی کال سن لو آکر۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئی۔

انا نے باہر آکر فون کا ریسیو اٹھایا۔

"ہیلو۔"

آنچل

✿ عورت اس وقت تک عورت ہے جب تک اس کا سر پیشانی تک مقدس اور پاکیزہ آنچل سے ڈھکا ہوا ہو۔ کیونکہ لفظ عورت کا مطلب ہی ڈھکی چھپی چیز ہے اگر وہ کھل کر سامنے آجائے تو اس کی اہمیت کم ہوجاتی ہے۔ شرم سے جھکی پلکوں اور حیا سے تمتماتے رخساروں کے سامنے مغربی دنیا کی ساری خوبصورتیاں ہیچ ہیں۔

(طلعت نظامی...... کراچی)

آنچل اسٹاف کے نام

✿ تیری آنکھوں میں میرے رنگ رہیں نہ رہیں اپنی خوش بو میری سانسوں میں بسائے رکھنا؟

✿ سنا ہے تیری آنکھوں میں ستارے جگمگاتے ہیں اجازت ہو تو میں بھی اپنے دل میں روشنی بھرلوں؟

آپ سب کے لیے دعاگو۔

(خواجہ عرفانہ محبوب...... جتوئی)

''انا'' دوسری طرف کی آواز سن کر انا ایک دم ٹھٹکی تھی۔

''کون؟'' اس کا دل ایک پل کو عجیب سے انداز میں خوف سے دھڑکا تھا۔

''کاشفہ بول رہی ہوں تمہارا کیا خیال ہے تم موبائل بند کردوگی تو میں تم سے رابطہ نہیں کر پاؤں گی۔''

''اب کیا مسئلہ ہے تمہیں تم میری جان چھوڑ کیوں نہیں دیتی۔'' جواباً وہ بھی ایک دم تلخی سے بولی۔

''کام مکمل کیے بغیر کیسے چھوڑ دوں تم سے ڈیل ہوئی تھی کہ تم ایک بار ولید کو بہانے سے ہمارے پاس لاؤ گی لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔''

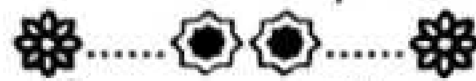
''نہیں لاؤں گی اسے کیوں لاؤں اسے تمہارے پاس تم میرے ساتھ جو کچھ کرچکی ہو اس کے بعد میں ولی کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہونے دوں گی مجھے وہاں سے نکلنا تھا تو میں نے وقتی طور پر تمہاری بات مان لی اب میں کوئی بات نہیں مانوں گی۔'' وہ تلخی سے پھنکاری۔

وہ آج کل دوہری اذیت کا شکار تھی۔ کبھی کبھی تو جی چاہتا تھا کہ ہر چیز کو تہس نہس کردے لیکن نجانے کیوں وہ یہ سب برداشت کررہی تھی۔

''تو ٹھیک ہے اب تم دیکھنا میں کیا کرتی ہوں او کے بائے، منتظر رہنا اب تم میرے جواب کی۔ سب سے پہلے تو تمہارے اس ولی کو دیکھتی ہوں اور پھر تمہیں مزہ چکھاؤں گی۔'' تلخی سے کہہ کر کال بند کردی تھی۔

انا کے چہرے پر ایک دم پریشانی کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ وہ پلٹی تو روشی اس کے پیچھے تھی۔

''کون تھی یہ لڑکی؟'' انا کے چہرے کا رنگ ایک دم فق ہوگیا تھا۔



وہ بہت پریشان تھی جیسے تیسے وقت گزرا تھا مصطفیٰ شام میں جلدی گھر آگیا تھا شہوار کا پریشانی سے برا حال تھا اس نے سب کچھ مصطفیٰ کو کہہ سنایا تھا۔ مصطفیٰ بھی سن کر حیران ہوا تھا۔

''حیرت ہے ولید نے تو ایسا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔''

''انا نے بھی تو آج سے پہلے ایسا کچھ بھی ذکر نہیں کیا تھا۔'' شہوار نے کہا تو مصطفیٰ نے سر ہلایا۔

''مجھے انا کی طرف جانا ہے، نجانے کیوں وہ یہ سب کررہی ہے میں صبح سے ہی بہت پریشان ہوں اوپر سے شائستہ

بھابی کی آمد نجانے کیا کچھ ہورہا ہے۔'' وہ واقعی بہت پریشان تھی۔
انا اسے بہنوں کی طرح عزیز تھی بہت سی باتیں وہ دونوں ایک دوسرے سے ڈسکس نہیں کرپاتی تھیں لیکن اس کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب تھیں ایک دوسرے سے بلا کی محبت کرتی تھیں۔
''او کے تیار ہو جاؤ چلتے ہیں میں بھی ولید سے بات کرتا ہوں اتنا اچھا کپل ہے ایسا کیوں کررہے ہیں دونوں اگر کوئی مسئلہ تھا تو حل کیا جاسکتا تھا نا۔'' وہ خود بھی الجھ چکا تھا سو فوراً جانے پر تیار ہوگیا۔
شہوار تیار ہوئی تو دونوں ماں جی سے اجازت لے کر نکل آئے تھے۔



''کیوں بلیک میل کررہی ہے یہ تمہیں۔'' روشی کا انداز تفتیشی تھا۔
''ایسا کچھ بھی نہیں، تمہیں خوامخواہ وہم ہوا ہے۔'' انا نے ٹال کر جانا چاہا تھا کہ روشی ایک دم سامنے آ گئی۔
''کیا کررہی ہو تم آج کل کیا مسئلہ ہے یار کون ہے یہ لڑکی، اس دن بھی کال تھی۔ تم ٹال گئی ولی بھائی نے آج پوچھا تم نے پھر ٹال دیا بتاتی کیوں نہیں کون ہے یہ کیوں بلیک میل کررہی ہے تمہیں۔''
''کہا نا ایسی کوئی بات نہیں کوئی بھی مجھے بلیک میل نہیں کررہا' کیوں تم لوگ میرے پیچھے پڑ جاتے ہو کیا میں اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کرسکتی۔'' روشی خاموش ہوگئی تھی۔ تبھی صغراں آئی۔
''مصطفیٰ بھائی اور ان کی بیگم آئی ہیں۔'' دونوں فوراً متوجہ ہوئی تھیں۔
''لاؤنج میں بٹھاؤ، ہم آتے ہیں۔'' صغراں سر ہلا کر چلی گئی تھی۔
روشی نے انا کو دیکھا اس کے چہرے پر پریشانی کے واضح اثرات تھے۔ یہ وقت بحث کا نہیں تھا ورنہ وہ رک کر انا سے مزید کچھ ضرور پوچھتی۔
''آجاؤ شہوار آئی ہے۔'' سنجیدگی سے کہہ کر وہ چلی گئی تھی۔
انا نے ڈبڈباتی آنکھوں سے اسے جاتے دیکھا تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس نے دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کی اور جب وہ لاؤنج میں آئی تو وہاں بھی موجود تھے۔
شہوار اسے بڑے تپاک سے ملی تھی۔ مصطفیٰ سے بھی سلام دعا ہوئی تو مصطفیٰ نے خصوصاً خیریت دریافت کی تھی۔
روشی نے چائے کا اہتمام کرلیا تھا۔ چائے کے بعد شہوار کے کہنے پر وہ دونوں اٹھ کر انا کے کمرے میں آ گئی تھیں۔
''میں آج سارا دن تمہارے لیے بہت پریشان رہی ہوں، تم نے صبح صبح جو کہا وہ سارا دن میرے دل و دماغ میں گھومتا رہا ہے پھر شائستہ بھابی آ گئیں حماد بھائی نے اپنے گھر تمہارا ذکر کیا ہے وہ گھر والوں سے رشتہ لے کر آنے کا کہہ رہے تھے یار یہ سب کیا ہے یہ تمہارے اور ولید کے درمیان حماد کہاں سے آ نکلا؟'' بیڈ پر بیٹھتے ہی شہوار نے موضوع چھیڑا۔
''کیوں پسند کی شادی کرنا گناہ ہے کیا؟'' شہوار کے سوال کے جواب میں اس نے دھیرے سے کہا تو اس نے الجھی نظروں سے دیکھا۔ انا کا چہرہ سنجیدہ اور تاثرات بے حد سپاٹ تھے۔
''لیکن تم نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا؟'' اس کی الجھن بڑھی۔
''اب تو بتا دیا ہے نا۔'' وہ اسی طرح نارمل تھی۔
''مگر ولید بھائی۔''
''میرے اور ان کے مزاج میں بہت فرق ہے، میں اور وہ اب ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔''

محبت کی شدت

میں نے جس شدت سے اسے چاہا ہے
شاید اس نے اسی شدت سے مجھے بھلایا ہے
وہ جو خود کو ادھورا سمجھتا تھا میرے بغیر
اب اچانک ہی مکمل ہوگیا ہے میرے بغیر
میں اسے ہر پل بھلانے کی کوشش کروں
مگر وہ مجھے پل پل یاد آئے تو میں کیا کروں
پہلے جو میرے اک آنسو پہ تڑپ اٹھتا تھا بہت
اب مجھے رلا کر خوش ہوتا ہے بہت
وہ جو تپتی دھوپ میں تھا چھاؤں کی طرح
جینے کا حوصلہ چھین لیا اس نے کسی ظالم کی طرح
وہ انسان جسے ہم نے بہت بلندی پر رکھا تھا راجا
جب گرا تو میرے معیار پر پورا نہ اترا تھا

رانی راجا سلام......گوجرانوالہ

"یہ سب تو تمہیں منگنی سے پہلے سوچنا تھا۔" شہوار کو اس پر ایک دم سے بے پناہ غصہ آیا تھا۔

"میں نے شادی سے پہلے سوچ لیا ہے یہی بہت ہے۔" وہ ابھی بھی مطمئن نظر آنے کی کوشش کررہی تھی۔

"تم مجھے اس سارے سلسلے کا پس منظر بتاؤ جہاں تک میرا اندازہ ہے تم ولید بھائی کے ساتھ منگنی سے خوش تھی۔"

"کوئی سلسلہ ولسلہ نہیں ہے میں نے تب بھی انکار کیا تھا اور بعد میں بھی، رہ گیا یہ حماد تو اس نے مجھے پروپوز کیا تو مجھے پسند آ گیا اور میں نے پروپوزل ایکسیپٹ کرلیا بس۔" وہ ابھی بھی پرسکون تھی شہوار نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"یعنی اس نے پروپوز کیا اور تم نے قبول کرلیا۔ انکل، آنٹی اور باقی لوگ کسی نے کچھ بھی نہ کہا تھا کیا؟" وہ انا کی باتوں سے پریشان ہورہی تھی۔

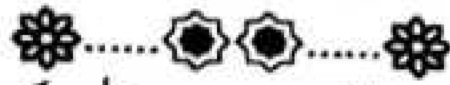
"وہ سب میرے اپنے ہیں انہیں ولید سے زیادہ میری خوشی کا خیال ہوگا سو انہوں نے میری بات مان لی حماد اپنے گھر والوں کو بھیج دے گا تو پھر باقی پراسس شروع ہوجائے گا۔" نہایت مطمئن لہجے میں اس نے کہا۔

"مائی گاڈ اور ضیاء انکل کیا کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا، کہاں حماد اور کہاں ولید بھائی مجھے حیرت ہورہی ہے تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا۔"

"یہ میری زندگی ہے اور اپنی زندگی کے ہر فیصلے کا حق مجھے حاصل ہے رہ گیا حماد اور ولید کا مقابلہ حماد ولید سے پرسنالٹی میں ضرور مار کھا جاتا ہے لیکن خاندانی پس منظر اور باقی معاملات میں وہ کسی سے کم نہیں ہے بلکہ کافی اسٹرانگ پوزیشن ہے اس کی آخر کو مصطفیٰ بھائی کا کزن ہے تم تو اچھی طرح جانتی ہوگی اسے۔"

"تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے اور کچھ نہیں، یہ تمہاری زندگی ہے اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ تم الٹے سیدھے فیصلے کرتی پھرو کیوں اپنی زندگی کی دشمن بن رہی ہو جہاں تک میں تمہیں جانتی تھی مجھے یقین ہے تم ولید بھائی کو پسند کرتی تھی پھر اب یہ سب کیا ہے؟" شہوار ایک دم غصے سے بولی تو انا نے ایک گہرا سانس لیا۔

"پلیز شہوار ہم کوئی اور بات کرتے ہیں اس ٹاپک کو رہنے دو تم جانتی ہو میں بہت کم اپنے فیصلے بدلتی ہوں میں فیصلہ کرچکی ہوں اور اب مجھے کوئی بھی قائل نہیں کرپائے گا تم بھی نہیں۔" بہت ہی سنجیدگی سے کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔
شہوار نے بہت ضبط اور تحمل سے اس کی بات ہضم کی تھی ورنہ جی چاہ رہا تھا کہ ایک دو تھپڑ تو ضرور لگادے تاکہ اس کا دماغ ٹھکانے آجائے۔
انا اپنی کتابیں سمیٹنے لگی اور شہوار خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ دونوں کے درمیان ایک دم شدید سکوت چھا گیا تھا...... یوں جیسے اب کرنے کے لیے کوئی بات نہیں رہ گئی۔



"ہمارے مزاج نہیں ملتے اور جب مزاج نہ ملتے ہوں رستے علیحدہ کرلینے میں کوئی حرج نہیں حماد تمہارا کزن ہے اچھا لڑکا ہے وہ اگر اسے سلیکٹ کررہی ہے تو کیا فرق پڑتا ہے۔" مصطفیٰ کے ساتھ لان میں ٹہلتا ولید از حد سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔
"میرے ساتھ یہ فلسفیوں والی باتیں مت کرو سچ سچ بتاؤ یہ ماجرا کیا ہے، حماد کہاں سے آ ٹپکا وہ تمہاری منگیتر تھی یار۔"
"حماد جیسے بھی آیا لیکن یہ سچ ہے کہ وہ اب ہمارے درمیان موجود ہے رہ گئی منگنی ہونے والی بات، تو انا یہ رشتہ ختم کرچکی ہے اور ماموں بھی اب سنجیدگی سے حماد کی فیملی کو بلوانے کا سوچ چکے ہیں۔" ولید پرسکون تھا۔
مصطفیٰ رکا اور ولید کو بھی رکنا پڑا تھا رات کے اس پہر لان کی لائٹس کی ہلکی سی روشنی میں ولید کا چہرہ دیکھا تو وہاں صرف اور صرف سنجیدگی تھی اور کچھ بھی نہ تھا۔
"یار یہ کیسے ممکن ہے انکل نے کچھ نہیں کیا، بلکہ تم تو اسے پسند بھی کرتے تھے۔"
"بابا بہت ڈس ہارٹ ہیں وقت کے ساتھ سنبھل جائیں گے رہ گئی میری پسند کی بات تو میں اور بھی بہت سے لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔"
"لیکن بہت سے لوگوں کو پسند کرنے اور انا کو پسند کرنے میں بہت فرق ہے۔"
"لیو دس یار پسند تو میں کیتھی کو بھی کرتا تھا۔" شرارت سے مصطفیٰ کو دیکھتے ہوئے اس نے گھورا۔
"کیتھی ہماری بہت اچھی دوست تھی اس بے چاری کو درمیان میں مت لاؤ صاف صاف بتاؤ معاملہ کیا ہے۔"
"اوف...... تم تو بات کے پیچھے ہی پڑگئے ہو، کہا نا ایسا کوئی معاملہ نہیں۔"
"تو پھر یہ سب ہوا کیسے انا کو جہاں تک میں جان پایا ہوں وہ جذباتی اور موڈی تو ضرور ہوگی لیکن اس طرح اچانک سب کچھ ختم کردینے والی لڑکی نہیں ہے۔ کوئی تو وجہ ہوگی یار۔" مصطفیٰ ایک مخلص دوست کی طرح وجہ جاننے پر بضد تھا ولید نے گہرا سانس لیا۔
"جو وجہ تھی وہ بتاچکا ہوں کہ مزاج مل نہیں پائے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔" مصطفیٰ نے چند پل ولید کو دیکھا۔
"حماد سے تو میں نبٹ لوں گا میں نے اسے وارن بھی کیا تھا لیکن خیر پھپو لوگوں کو رشتہ نہ لانے پر قائل کرنا میری ذمہ داری ہے تم بتاؤ تم کس حد تک انا کی ذات میں انوالو ہو۔"
"اب کوئی فائدہ نہیں، ویسے بھی میرے نزدیک رشتوں کو اپنی کمزوری نہیں بنانا چاہیے ورنہ وہ ہمیں توڑ دیتے ہیں اور نہ ہی ہماری محبت بھیک کا وہ کشکول ہے جسے دوسروں کے سامنے پھیلاتے پھریں یہ دیکھیں بغیر کہ دوسروں کا ظرف اس قابل ہی نہیں کہ وہ ہمارے کشکول میں اپنی محبت کے چند سکے ہی ڈال سکے۔" ولید طنزیہ مسکرایا۔
"انا تو تمہیں پسند کرتی تھی۔"

امام

شیر اور مرغ کی دوستی ہوگئی' شیر نے مرغ سے کہا
"اگر کوئی مسئلہ ہو تو درخت پر چڑھ کر اذان دینا میں آ جاؤں گا۔"
ایک دن مرغا گیڈر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر درخت پر چڑھ گیا اور اذان دی اُس کے بعد گیڈر بولا۔
"نیچے آ' نماز پڑھتے ہیں۔"
مرغا بولا۔ "رک جاؤ امام صاحب آ رہے ہیں۔" اتنے میں شیر کو آتا دیکھ کر گیڈر بھاگا۔ مرغ بولا۔
"رکو امام صاحب آ گئے۔ نماز پڑھ لو۔"
گیڈر بولا "یہ امام ہمارے فرقے کا نہیں ہے۔"

ہالہ سلیم...... کراچی

"دیکھی...... وہ اب حماد سے شادی کرنا چاہتی ہے اور یہ حقیقت ہے اور تم جانتے ہو کہ میں حد سے زیادہ حقیقت پسند انسان ہوں اور مجھے اپنی عزت نفس اور اپنی ایگو ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے اور میں کسی کو بھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ میرے جذبات واحساسات سے کھیلنے کی کوشش کرے بھلے وہ انا وقار ہی کیوں نہ ہو۔" مصطفیٰ نے سنجیدگی سے ولید کو دیکھا جس کا چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"تم ہر بات کے گواہ ہو میں نے ہمیشہ بابا کی خواہش کا احترام کیا تھا شعوری ولاشعوری دونوں لحاظ سے میں نے خود کو ذہنی طور پر تیار کر رکھا تھا کہ مجھے انا وقار کے ساتھ ساری زندگی گزارنی ہے اب انا وقار ایسا نہیں چاہتی تو میں زبردستی کا قائل نہیں۔" ولید کا موقف بہت واضح اور صاف تھا۔

"محبت دل سے پیدا ہونے والا جذبہ ہے اعتماد کا پانی اسے میسر نہ ہو تو یہ مرجھا جاتا ہے سچ تو یہ ہے کہ ہم دونوں کے جذبات کو ہی اعتماد کا پانی میسر ہی نہیں ہوا، اب اس جذبے کا مرجھا جانا ایک فطری امر تھا سو مرجھا گیا۔"

"مجھے بہت افسوس ہے تم اگر اجازت دو تو میں انا سے بات کر کے دیکھ لوں ہو سکتا ہے وہ سمجھ جائے۔" مصطفیٰ نے خلوص دل سے کہا تو ولید نے شدت سے انکار میں سر ہلا دیا۔

"نہیں...... بالکل بھی نہیں' میں کہہ چکا ہوں مجھے اپنی ذات اور اپنے جذبات کی پاسداری بہت عزیز ہے سب سے بڑھ کر اپنی عزت نفس انا وقار یہ رشتہ ختم کر چکی ہے اور میں نے اس بات کو قبول کر لیا ہے۔" ولید کا انداز دو ٹوک اور فیصلہ کن تھا۔ مصطفیٰ نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"مجھے بہت دکھ رہے گا تم دونوں کا کپل مجھے بہت عزیز تھا لیکن افسوس میں کچھ نہیں کر پایا۔" ولید کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دیتے مصطفیٰ کے لہجے میں واقعی افسردگی تھی ولید دھیرے سے مسکرا دیا۔

"شاید ہمارے رشتے کا انجام ایسے ہی لکھا تھا ڈونٹ وری۔" ولید ایک مضبوط اعصاب کا مالک شخص تھا۔
مصطفیٰ کو اس پر ایک دم رشک سا محسوس ہوا اس نے بہت محبت سے بازو بڑھا کر ولید کو ساتھ لگایا تو ولید دھیرے سے مسکرا دیا۔

وہ محسوس کر سکتا تھا کہ مصطفیٰ کے جذبات اس وقت کیا ہو رہے ہوں گے۔



مصطفیٰ سو رہا تھا جب امجد خان کی کال آئی تھی رات کے بارہ بج رہے تھے وہ آج جلدی سو گئے تھے۔

''ہاں امجد خان بولو۔'' شہوار سو رہی تھی اس کی نیند ڈسٹرب نہ ہو مصطفیٰ نے دھیمی آواز میں کہا۔
''سر ایاز کا وکیل اس کی ضمانت کے پیپرز لے کر آیا ہے وہ کل دن میں بھی آیا تھا لیکن میں موجود نہ تھا اب وہ پھر آیا ہے ساتھ میں ایاز کا باپ بھی ہے۔ کورٹ کی طرف سے ضمانت کے کاغذات ہیں اب کیا کروں۔''
''یہ ایاز کی ضمانت کب ہوئی اور مجھے اطلاع کیوں نہیں ملی۔'' بستر سے اترتے مصطفیٰ نے کچھ سختی سے پوچھا' مصطفیٰ نے سائیڈ لیمپ آن کیا تو کمرے میں کچھ روشنی سی ہوگئی تھی۔
وہ پچھلے کچھ دنوں سے کسی اور کیس پر کام کر رہا تھا وہ بہت بزی تھا کبھی یہاں کبھی وہاں ایاز کا کیس مکمل طور پر امجد خان کے حوالے کر چکا تھا کچھ دنوں سے ایاز کے باپ کی کوششوں کے سلسلے سے مکمل طور پر غافل ہو چکا تھا لیکن اب امجد خان یہ خبر سنا رہا تھا۔
''بہت خاموشی سے یہ سب ہوا ہے کل دن کے وقت میں ایک جگہ بزی تھا یہ لوگ ضمانت کے پیپر لے کر آئے تھے مجھ سے فون پر بات ہوئی تھی میں نے منع کر دیا تھا لیکن اب پھر یہ لوگ چلے آئے ہیں۔''
''پیپرز چیک کیے؟''
''یس سر لگتا ہے عبدالقیوم نے بہت پیسہ لگایا ہے ضمانت کروانے پر ورنہ اتنی جلدی ضمانت نہیں ہوسکتی تھی۔''
''آہم۔'' مصطفیٰ سوچ میں پڑ گیا۔
ان کا کیس اتنا مضبوط تھا کہ ضمانت نہیں ہوسکتی تھی یقیناً بہت سے لوگوں کا منہ بھرنے کے بعد ہی یہ ضمانت ہو پائی تھی ایاز امجد خان کے پاس ابھی تک حوالات میں تھا امجد خان کے تفتیشی سیل کی سیر کے دوران وہ اپنے کافی سارے اگلے پچھلے گناہوں کا اقرار کر چکا تھا لیکن ایک دفعہ پھر یہ ضمانت کے پیپرز اس کے اور ایاز کے درمیان آگئے تھے ورنہ آج کل میں وہ جیل بھی جانے والا تھا۔
''سر اب کیا کروں، شام سے کئی فون آ چکے ہیں آئی جی صاحب اور چند اور لوگوں کی کالز ریسیو ہوگئی ہیں سبھی ایاز کو نکالنے کا کہہ رہے ہیں۔''
''تو مجھے فوراً اطلاع کیوں نہیں کی گئی اتنی جلدی ضمانت کیسے ہوسکتی تھی اتنے کیسز تھے اس پر۔'' مصطفیٰ ایک دم غصے سے بولا ورنہ وہ ان معاملات میں اپنے غصے کو بہت کنٹرول ہی رکھتا تھا۔
''سر آپ بزی تھے میں نے سوچا میں خود سے یہ معاملہ ہینڈل کرلوں گا اسی لیے آپ کو بتایا نہیں۔''
''واٹ آ نان سینس میں بزی تھا روپوش نہیں ہوگیا تھا کم از کم مجھے اطلاع کی ہوتی میں کچھ نہ کچھ کرتا۔''
''ایم سوری سر۔'' امجد خان از حد شرمندہ تھا مصطفیٰ نے لب بھینچ کر اپنے غصے پر کنٹرول کیا۔
''ٹھیک ہے ایاز کی ضمانت کے پیپرز قبول کرلو اور اسے جانے دو۔'' خود کو نارمل کرتے سنجیدگی سے کہا۔
''یس سر۔''
''اور ہاں ایاز مکمل طور پر ہماری نگرانی میں ہوگا سب لوگوں کو اطلاع کردو مجھے اس کے ایک ایک پل کی رپورٹ چاہیے یہ نہ ہو اس کا باپ اسے پھر باہر بھگانے کی کوشش کرے۔''
''یس سر ایسا ہی ہوگا۔''
''ٹھیک ہے۔'' مصطفیٰ نے ایک دو اور ہدایات دے کر کال بند کردی تھی۔
وہ لوگ نو بجے ولید کی طرف سے واپس لوٹے تھے تھکن ہو رہی تھی وہ آتے ہی سو گئے تھے ولید اور رانا کی وجہ سے وہ پہلے ہی الجھا ہوا تھا اور اب یہ نئی مصیبت۔

لیاز کا باہر آ جانا مطلب 24 گھنٹے ٹینشن میں گزرنے والے تھے۔ لیاز ایک بے خوف ایسا دشمن تھا جو کسی بھی وقت کچھ بھی کرسکتا تھا۔

مصطفیٰ واپس بستر کی طرف آیا...... شہوار پرسکون نیند سو رہی تھی...... چہرے پر اطمینان تھا۔

''شادی کے بعد شہوار کی ذات میں بہت ہی مثبت تبدیلیاں آئی تھیں جن میں سے سب سے بڑی تبدیلی یہ تھی کہ وہ اپنے ریلیشن کے بارے میں کافی پوزیسو ہوگئی تھی۔

مصطفیٰ نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا...... اس کے بالوں کو چھیڑتے پیشانی پر بکھرے بال پیچھے ہٹائے تو شہوار کی آنکھ کھل گئی تھی...... وہ چند پل مصطفیٰ کو دیکھے گئی تھی جو کسی گہری سوچ میں تھا۔

''کیا ہوا؟''

''کچھ نہیں۔'' مصطفیٰ نے نفی میں سر ہلایا۔

''کچھ پریشان ہیں؟'' وہ مصطفیٰ کے ساتھ رہتے رہتے اس کے چہرے کے تاثرات پڑھنے لگی تھی۔ مصطفیٰ مسکرا دیا۔

''ولید بھائی اور انا کی وجہ سے پریشان ہیں۔'' یونہی لیٹے لیٹے پوچھا تو مصطفیٰ ہنس دیا۔

سونے سے پہلے دونوں کافی دیر تک انا اور ولید کو ہی ڈسکس کرتے رہے تھے۔

''پریشانی کے لیے تو اس وقت وہ بات بھی کافی ہے لیکن میں اس وقت کسی اور وجہ سے پریشان تھا۔'' مصطفیٰ سنجیدہ تھا یعنی کوئی بہت ہی اہم بات تھی۔ شہوار اٹھ بیٹھی تھی۔

''کس وجہ سے؟''

''امجد خان کی کال تھی ایاز کی ضمانت ہوگئی ہے۔''

''اوہ......'' شہوار ایک دم پریشان ہوئی۔

''کیسے ہوگئی؟''

''میں کسی اور کیس میں بری طرح بزی تھا اور یہ کیس اوور آل امجد خان کے سپرد تھا وہی ہینڈل کر رہا تھا میں تو مطمئن تھا کہ اب وہ حوالات میں سے نکل نہیں پائے گا لیکن اس کا باپ کہاں سکون سے بیٹھنے والا تھا ضمانت کی کوششوں کی خبر تو مجھے ملتی رہی تھی لیکن میں مطمئن تھا کہ اس پر اتنے کیسز ہیں آسانی سے ضمانت نہیں ہوگی لیکن اب ضمانت ہوچکی ہے میری غلطی یہ ہے کہ میں اپنے دشمن سے غافل ہوکر اسے دوسروں کے حوالے کر دیا تھا مجھے چاہیے تھا کہ میں ہر حال میں اس کیس کو خود دیکھتا۔''

''اب کیا ہوگا؟'' شہوار ایک دم خوف زدہ ہوگئی تھی۔

''بس احتیاط کرنا ہوگی۔ مجھے بھی اور تمہیں بھی ایاز کو وہ باہر نہیں بھجوا سکتا مطلب وہ اپنے گھر میں ہی رہے گا لیکن سکون سے تو نہیں رہے گا حوالات میں امجد خان نے اس پر کافی حربے آزمائے ہیں بدلہ تو ضرور لے گا اب دیکھتے ہیں کہ کیا کیا کرتا ہے۔'' شہوار گم صم سی ہوگئی تھی۔

نجانے کیوں آج سارا دن وہ انا کی وجہ سے پریشان رہی تھی اور اب یہ نئی خبر سن کر تو وہ بالکل ہی گم صم ہوچکی تھی۔ مصطفیٰ نے اسے دیکھا تو ایک دم مسکرا کر بازو کے حصار میں لے لیا۔

''جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کسی بھی سلسلے میں بالکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اپنی بیوی کو محبت کے ساتھ ساتھ تحفظ بھی فراہم کرنا بھی میرا اولین فرض ہے بالکل بھی ٹینشن نہیں لینا ویسے بھی ان دنوں تمہیں ایکسٹرا

نئی پرانی غزل

اکیسویں صدی کا یہ زمانہ ہے
پیار و محبت اب صرف افسانہ ہے
کھیتوں ای چھتوں پر ملنے کا اب رواج نہیں
اب تو پارک ریسٹورنٹ یا پھر ڈسکو جانا ہے
گئے وہ دن جب ہیروئن مکئی کا بھٹہ لیتے شرماتی تھیں
اب تو فری کا نزاکت سے مگر پیٹ بھر کا کھانا ہے
پہلے سبھی انگوٹھی یا چوڑیوں پر گزارا کرتے تھے
اب تو ایک ایکسٹرا تحفہ بیلنس بھی ڈلوانا ہے
ناداں تھی وہ سوہنی جو کچے گھڑے پر ڈوب گئی
چھری اٹھائی کلائی پر پھیری اب یہ طریقہ آزمانا ہے

شمع مسکان...... جام پور

کیئر کی ضرورت ہے میں نہیں چاہتا کہ میرے بے بی کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان ہو۔" مصطفیٰ نے بے پناہ محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تو وہ مسکرادی۔



"ضمانت ہوچکی ہے لیکن تم بغیر اطلاع کے کہیں بھی نہیں جاسکتے تمہاری ضمانت مصطفیٰ کے لیے ایک شکست ہے ہمارا بزنس یہاں پاکستان سے وائنڈ اپ ہوچکا ہے تھوڑا بہت کام باقی ہے وہ بھی کمپلیٹ ہوجائے تو پھر سب کو باہر سیٹل کرادوں گا یہاں کے حالات بالکل اچھے نہیں سو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔" عبدالقیوم کی ساری فیملی گھر کے لاؤنج میں موجود تھی ایاز کی والدہ بیٹے کو دیکھ دیکھ کر نہال ہو رہی تھیں۔ ایاز کا چہرہ سنجیدہ تھا کاشفہ میگزین دیکھ رہی تھی جبکہ عادلہ باپ کے پاس بیٹھی تھی۔

"آپ نے خوامخواہ اتنا پیسہ ضائع کیا ڈیڈ اس نے کہاں چین سے بیٹھنا ہے آتے ہی شروع ہوجائے گا بس ایک دو دن گزر جانے دیں۔" میگزین کی ورق گردانی کرتے کاشفہ نے طنزیہ کہا تو سبھی نے اسے گھورا۔

"شٹ اپ۔" ایاز ایک دم پھنکارا۔

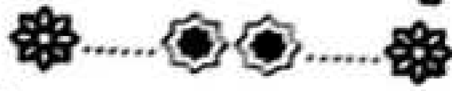
"زندہ تو میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا ایک ایک سے گن گن کر بدلے لوں گا۔ مصطفیٰ پہلی بار بچ گیا تھا لیکن اس بار نہیں بچے گا۔" وہ غصے سے چیخا۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے، تم مصطفیٰ کے ریسورز سے واقف نہیں ہو میں اب پرانی یا کوئی نئی بات نہیں چھیڑنا چاہتا ہمارا مقصد بس خاموشی سے یہاں سے نکلنا ہے اپنے دشمنوں کو میں بھی نہیں چھوڑتا لیکن میں موقع دیکھ کر وار کرتا ہوں۔ زندگی رہی تو بدلہ بھی لے لیں گے۔" عبدالقیوم نے بہت سنجیدگی سے ایاز کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھایا تو اس نے لب بھینچ لیے تاہم بولا کچھ نہیں۔

وہ امجد خان کے ہاتھوں بہت دفعہ ٹارچر سیل کی سیر کرچکا تھا اور وہاں کا قیام اس کے اندر مصطفیٰ سے متعلق موجود نفرت کو مزید بڑھادیا کرتا تھا۔

مصطفیٰ کا
عادلہ کو طلاق ہو چکی تھی ان کی فیملی کے لیے یہ زخم ہی کافی تھا اور پر سے ایاز کی گرفتاری اور پھر عبدالقیوم پر گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کرنا۔ ایاز کے اندر کے کینہ پرور انسان کو مزید نفرت پالنے کے لیے یہ سب باتیں کافی تھیں اور اس نے سوچ لیا تھا وہ اب کیا کرے گا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پیدا ہوئی تو مطمئن ہو کر عادلہ سے باتیں کرنے لگ گیا تھا۔

بیگم عبدالقیوم بیٹے کو نگاہوں کے سامنے دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں نہال ہو رہی تھیں۔



چوہدری حیات علی جب سے واپس گاؤں آئے تھے۔ ذہن ہر وقت شہر میں ہی اٹکا ہوا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود پہلے کی طرح بیوی بچوں پر توجہ نہیں دے پا رہے تھے۔ زبیدہ کئی بار بے توجہی اور بے پروائی کا ذکر کر چکی تھی۔ انہوں نے کئی بار کوشش کی کہ ان کو اعتماد میں لے کر زیب النساء کے بارے میں بتا دیں لیکن ہر بار ہمت ہار جاتے تھے۔ زبیدہ ان کے معاملے میں از حد حساس تھی۔ خصوصاً بابا صاحب انہیں اپنی بھتیجی بہت عزیز تھی حویلی کے اندر کے تمام سیاہ و سفید کی مالک۔

زبیدہ کا ایک بھائی کینیڈا شفٹ ہو چکا تھا وہ کئی بار بہن اور بہنوئی کو وہاں آنے کا کہہ چکا تھا زیب النساء کا معاملہ شروع ہونے سے پہلے ان دونوں میاں بیوی کا کچھ ماہ کے لیے کینیڈا جانے کا ارادہ بھی تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے ویزہ کے لیے اپلائی بھی کر دیا تھا۔ اس بار پھر اس نے کال کر کے اپنے پاس آنے کا کہا تو بابا صاحب نے کھلے دل سے جانے کی اجازت دے دی تھی اور کچھ دن گزرے تو ان کو ویزہ ایمبیسی سے کال آئی تھی خوش قسمتی تھی یا کیا تھا ویزہ کے لیے دی گئی درخواستیں قبول ہو چکی تھیں۔ زبیدہ تو بہت خوش تھی۔ اس کو پوری دنیا دیکھنے کا بہت شوق تھا...... جبکہ حیات علی متامل تھے۔

وہ زیب النساء کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے اور نہ ہی روز روز شہر کے چکر لگا سکتے تھے۔ وہ ویزہ ایمبیسی کا بہانہ کر کے پھر شہر چلے آئے تھے اس دفعہ وہ پورے دو ماہ بعد آئے تھے۔

زیب النساء سے ملے تو حیران رہ گئے تھے وہ بہت کمزور اور بیماری ہو گئی تھی۔ ماں کی وفات کا اس نے حد سے زیادہ صدمہ لیا تھا۔ ملازمہ نے انہیں جو خبر سنائی اس کو سن کر وہ سوچ میں پڑ گئے تھے۔ زیبن ماں بننے والی تھی۔ ماں کی وفات کا صدمہ اور اوپر سے ایسی حالت وہ کھانے پینے کے معاملے میں بھی کافی بے پروا تھی نتیجتاً سارا اثر اس کی دن بدن کمزور ہوتی صحت کی طرف تھا۔ وہ اس کو ڈاکٹر کے پاس لے کر آئے تھے کھانا پینا فروٹس، گوشت اور باقی ساز و سامان سے کچن بھر دیا تھا۔

"خوش رہا کرو تمہیں اس حالت میں دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔ وہ پیاری سی خوب صورت سی زیبن تو کہیں نظر ہی نہیں آ رہی ہے جسے دیکھ کر میں دیوانہ ہوا تھا۔" زبردستی کھانا کھلاتے اس کی دلجوئی کر رہے تھے۔ زیبن مسکرائی تھی اور اس کی مسکراہٹ میں عجیب سا سوز تھا۔

حیات علی کے دل میں عجیب سی ندامت کا احساس جاگا تھا۔ انہوں نے دل میں ارادہ باندھ لیا تھا کہ اب وہ حویلی گئے تو بابا صاحب سے ضرور اپنی دوسری شادی کا ذکر کریں گے۔

"اچھا...... اچھا سوچا کریں تا کہ ہمارے بچے پر اچھا اثر پڑے۔" کھانا کھلا کر اپنے ہاتھوں سے میڈیسن کھلائی تھی۔

"مجھے اماں بہت یاد آتی ہے مہر دآپا بھی نہیں مل سکتی اور ابا وہ تو میرے لیے جیتے جی مر گئے تھے نجانے کہاں چلے

خالق کائنات

□ اللہ سے نزدیک ہونے کے لیے اللہ کے بندوں سے نزدیک ہو جاؤ (جبران)

□ اس آدمی سے ہوشیار رہو جو یہ سمجھتا ہے کہ خدا صرف آسمان پر رہتا ہے (برنارڈ شاہ)

□ تمام علماء اور اساتذہ یہ بات سمجھنے سے عاجز و قاصر ہیں کہ وجود کیونکر ہوا اور یہ کیونکر برابر ہوتا چلا جارہا ہے' ہمیں ایسے خالق حقیقی کا اقرار کرنا ہی پڑتا ہے جو ہمیشہ اور ہر وقت موجود ہے (فلا مریاں)

□ سیکنڈ منٹوں میں' منٹ گھنٹوں میں' گھنٹے دنوں میں' دن ہفتوں میں' ہفتے مہینوں میں' مہینے سالوں میں' سال صدیوں میں تبدیل ہورہے ہیں۔

□ سورج اور چاند نکل رہے ہیں' ستارے جگمگ کررہے ہیں' زمین پر پودے اگ رہے ہیں' ہوا چل رہی ہے' درختوں کے پتے ہل رہے ہیں۔ پھول اور پھل نمودار ہورہے ہیں' شبنم گررہی ہے' سمندر میں پانی بہہ رہا ہے' کوہ آتش فشاں سے چنگاریاں نکل رہی ہیں' یہ انسان ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہورہا ہے' جانور گھوم رہے ہیں۔ غرض ساری کائنات حرکت میں ہے اور حرکت تحریک اور طاقت کے تابع ہوتی ہے تو پھر وہ کون سی تحریک...... وہ کون سی طاقت ہے' جس کی وجہ سے کائنات میں حرکت کی یہ رونق موجود ہے' دل سے بے اختیار جواب آتا ہے وہ محرم' وہ طاقتور وہی اعلیٰ ذات ہے' جس کے وجود کے بارے میں آنکھیں رکھنے کے باوجود اندھے' کان رکھنے کے باوجود بہرے اور عقل رکھنے کے باوجود بے وقوف لوگ انکار کرتے ہیں اور ایمان' احساس اور بصیرت رکھنے والے اقرار......؟" (ابوسنان)

حرا قریشی...... بلال کالونی' ملتان

گئے ہیں کوئی اپنی اولاد سے ایسے بھی غافل ہوتا ہے چوہدری صاحب کیا؟" لہجے میں درد تھا۔ انہوں نے اسے ساتھ لگا کر ایک دم شدت سے اپنی محبت کا اظہار کیا۔

"کچھ بھی مت سوچا کرو' سب ٹھیک ہوجائے گا۔"

"مجھے لگتا ہے میں اس گھر میں قید ہوکر رہ گئی ہوں آپ کا انتظار کرتے کرتے میری آنکھیں تھکنے لگتی ہیں کبھی کبھی مجھے لگتا ہے آپ کبھی لوٹ کر نہیں آؤ گے اور میں انتظار کرتے کرتے مرجاؤں گی۔" اس کی آواز میں مایوسی تھی۔

"ایسا مت سوچو' تم گھر میں کیوں قید رہتی ہو' باہر نکلا کرو بازار کا چکر لگالیا کرو یہاں پارکس ہیں وہاں چلی جایا کرو باہر لوگوں میں گھلا ملا کرو۔"

"میں باہر نکلتی ہوں تو لوگ میرے شوہر کا نام پوچھتے ہیں کون ہے کہاں ہے آپ نے سختی سے کسی بھی انسان کو آپ کے بارے میں بتانے سے منع کیا ہوا ہے پھر میرا دل نہیں کرتا باہر نکلنے کو۔" اس نے دل کی بات کی تھی حیات علی نے ایک گہرا سانس لیا۔

"آپ اس دفعہ دو ماہ بعد آئے ہیں۔" وہ دنوں کا حساب رکھے ہوئے تھی۔ حیات علی کے دل میں ایک دم ندامت کا احساس جاگا تھا۔

"میں جلدی آنے کی کوشش کیا کروں گا۔" انہوں نے دلاسہ دیا۔

"بس تم خوش رہا کرو کھانا پینا اچھا رکھو۔ کسی بھی چیز کی کمی ہو ملازمہ سے منگوالیا کرو ایک عدد ملازم بھی میں بندوبست کردیتا ہوں باہر کسی بھی کام کے سلسلے میں وہ مدد کردے گا بس اپنی صحت کا خیال رکھا کرو مجھے بس وہی پیاری سی زینب چاہیے جسے پہلی نظر میں دیکھ کر میں بے بس ہوگیا تھا۔" وہ اس کی دل جوئی کرنے میں کامیاب رہے تھے۔ وہ زینب کے پاس کچھ دن رہے تھے اور اس کو بہت ساری آؤٹنگ پر کرائی تھی۔

اس دن بھی اس کو لے کر باہر پارک میں آئے تھے۔ ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ ''چوہدری صاحب آپ کی بیوی تنہائی اور فرسٹریشن کا شکار ہے ایسی کیفیات اکثر اوقات ماں بننے والی خواتین کو نقصان پہنچا دیتی ہیں ان کو ایکسٹرا کیئر اور نگہداشت کی ضرورت ہے جتنا بھی ممکن ہو سکے ان خیال رکھا کریں اور کوشش کریں یہ خوش رہا کریں۔'' اور وہ کوشش کر رہے تھے کہ وہ جتنے دن شہر میں رہیں زیبن خوش رہے۔ پارک کی رونق اور اس میں موجود لوگوں کو دیکھ کر زیبن کا مزاج ایک دم خوش گوار ہو گیا تھا۔

حیات علی بھی دل ودماغ کو ہر طرح کے خیالات سے پاک کر کے صرف اور صرف زیبن کے ساتھ کو انجوائے کر رہے تھے۔

تبھی وہاں پارک میں انہیں اپنا بہت پرانا اور دیرینہ دوست ملا تھا۔

''سبحان احمد۔'' دونوں کالج و یونیورسٹی میں کئی سال اکٹھے رہے تھے سبحان کا باپ وکیل تھا تعلیم کے بعد اس نے بھی اپنے باپ کا آفس جوائن کر لیا تھا جبکہ حیات علی اپنی تعلیم مکمل کر کے گاؤں لوٹ گئے تھے۔ پانچ سال پہلے سبحان کی شادی ہوئی تھی پھر پتا چلا تھا کہ وہ امریکہ سیٹل ہو گیا ہے۔ لیکن بہت عرصہ بعد اسے پاکستان میں دیکھ کر دونوں ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے تھے سبحان اپنی بیوی کے ساتھ تھا۔

''یہ کون ہیں۔'' سبحان اس کی حویلی جا چکا تھا وہ ایک دوبار زبیدہ سے بھی مل چکا تھا اتنا تو وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ یہ کم عمری لڑکی زبیدہ نہیں ہے۔

''یہ میری بیوی ہے۔'' اس سے پہلے سبحان احمد کچھ ایسا ویسا سوچتا حیات علی نے سچ بتا دیا۔

''لیکن تمہاری بیوی تو......!'' آواز دھیمی تھی۔

''میں نے زیب النساء سے یہاں شادی کی ہے حویلی میں کسی کو بھی علم نہیں۔'' مختصر الفاظ میں بتایا تھا۔

سبحان خاموش ہو گیا تھا۔ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ اس کا دوست کوئی عیاش، کرداری لحاظ سے کمزور انسان نہیں تھا دونوں کا بہت اچھا وقت گزرا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو بہت گہرائی سے جانتے تھے۔ سبحان نے زیادہ پوچھ کچھ نہیں کی تھی۔

حیات علی زیبن کو سبحان احمد کی وائف کے پاس چھوڑ کر دونوں پارک میں ٹہلتے رہے تھے حیات علی نے مختصر الفاظ میں سبحان احمد کو اپنی ساری کہانی کہہ سنائی تھی۔

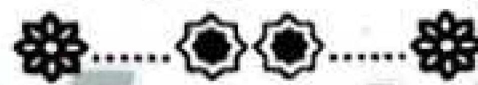
''تم کب تک پاکستان میں ہو؟'' حیات نے پوچھا۔

''ہم دو ماہ تک مزید ہیں اصل میں شادی کے پانچ سال بعد بھی ہاجرہ ماں نہیں بن سکی ہم یہاں ٹریٹمنٹ کرانے آئے تھے وہاں کے سب ڈاکٹرز کو آزما چکے ہیں سو چا اب یہاں کے لوگوں کو بھی آزمالیں۔''

''اوہ۔'' وہ دن زیبن کے لیے بہت خوش گوار تھا۔

وہ ہاجرہ سے مل کر بہت خوش تھی۔ ہاجرہ سے زیبن کی بہت دوستی ہو گئی تھی۔

حیات علی نے دونوں میاں بیوی کو اس کے گھر آنے جانے کا کہہ دیا تھا حیات علی کا مقصد زیبن کا دل لگا رکھنے کا تھا۔ سبحان اور اس کی بیوی نے بھی گھر چکر لگانے کی ہامی بھر لی تھی۔ اس طرح ایک بہت اچھا ہفتہ گزار کر حیات علی اپنے گاؤں کے لیے روانہ ہوئے تو زیبن ان کے جانے کے بعد ایک بار پھر اداس ہو گئی تھی۔



رابعہ ہادیہ کے پاس آئی تھی اس کا رو رو کر برا حال تھا۔

لفظ لفظ موتی

❁ زندگی کا المیہ یہ نہیں کہ یہ بہت جلد ختم ہو جاتی ہے بلکہ زندگی کا اصل المیہ یہ ہے کہ ہم جینا بہت دیر بعد سیکھتے ہیں۔

❁ اگر کسی اچھے انسان سے غلطی ہو جائے تو درگزر کرنا چاہیے کیونکہ موتی اگر کیچڑ میں بھی گر جائے تو بھی قیمتی ہی رہتا ہے۔

❁ روپے کی قیمت کتنی بھی گر جائے لیکن اتنی کبھی نہیں گر سکتی جتنا روپے کے لیے انسان گر جاتا ہے۔

❁ بُرا وقت وہ شفاف آئینہ ہے جو بہت سارے چہرے واضح کر دیتا ہے اور اچھا وقت بادلوں کی طرح ہے جو سورج کی تپش کو بھی روک لیتا ہے۔

❁ شیشے کو توڑنے کے لیے ایک پتھر کافی ہوتا ہے اور دل توڑنے کے لیے ایک لفظ۔

❁ ہمیشہ اپنی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ انسان پہاڑوں سے نہیں پتھروں سے ٹھوکر کھاتا ہے۔

❁ اپنا فائدہ سوچے بنا سب کے ساتھ اچھا کرو کیونکہ جو لوگ پھول تقسیم کرتے ہیں ان کے ہاتھوں میں خوشبو ضرور رہ جاتی ہے۔

سدرہ احسان......سمبڑیاں

"میں نے ہمیشہ سوچا تھا کہ وہ مجھے ضرور ملے گا لیکن میں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ اس سے ملاقات تمہارے حوالے سے ہوگی میں سمجھتی تھی کہ شاید وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہو، میرے بارے میں سوچتا ہو لیکن جیسے وہ تو سرے سے بے خبر تھا۔"

"ہادیہ پلیز اس طرح مت رو، مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔" رابعہ ہادیہ کے ہاتھ تھام کر منت سے بولی۔

"اس محبت میں میرے لیے ہی بس خواری کیوں تھی وہ کسی اور حیثیت سے بھی تو مجھے مل سکتا تھا، میں نے اس کا برسوں انتظار کیا اور نتیجتاً مجھے کیا ملا دکھ، اذیت، تکلیف اور عمر بھر کی نارسائی۔"

"تم ایک بار ابوبکر سے مل لو اگر تم دونوں راضی ہو جاتے ہو تو میں گھر والوں سے بات کر لیتی ہوں تمہارے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔ ویسے بھی اب وہ پہلے والی پوزیشن میں نہیں رہا خود کو کافی حد تک اسٹیبلش کر چکا ہے انکل اور آنٹی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" محبت سے ساتھ لگا کر رابعہ نے کہا تو ہادیہ کے آنسو رک گئے۔

"لیکن تمہاری شادی ہو رہی ہے محض چند دن باقی ہیں بس۔"

"میں فیضان ماموں اور سہیل بھائی سے بات کروں گی اگر تمہارے والدین نے کوئی اعتراض کیا تو وہ ان کو بھی قائل کر سکتے ہیں بس تم ایک بار ابوبکر سے میرے ساتھ چل کر مل لو۔" اس نے خلوص دل سے کہا ہادیہ کا چہرہ ایک دم روشن ہوا تھا لیکن اگلے ہی پل پھر بجھ گیا۔

"ابوبکر کبھی راضی نہیں ہوگا اور تم میری بیسٹ فرینڈ ہو میں بھلا تمہاری زندگی کی خوشیوں کو کیسے چھین لوں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا تو رابعہ نے نرمی سے ہادیہ کا ہاتھ تھاما۔

"مری ابوبکر سے کوئی بھی جذباتی وابستگی پیدا نہیں ہوئی ابھی تک اور میں کوئی قربانی نہیں دے رہی تم میری دوست ہی نہیں بلکہ بہن بھی ہو اگر ہماری شادی ہو جاتی تو یقیناً ہم اچھی لائف گزارتے لیکن شکر ہے پہلے ہی سب کلیئر ہو گیا اب باقی معاملات کو ہینڈل کرنا میرا کام ہے رہ گئی میری شادی کی ڈیٹ بہت سے لوگوں کی شادی کسی نہ کسی وجہ سے

ٹوٹ جاتی ہے میں سمجھوں گی کہ میری بھی ٹوٹ گئی۔'' وہ پرسکون تھی۔ انداز میں اطمینان تھا۔

''اگر ابوبکر نے انکار کر دیا تو؟''

''تو ہم سب مل کر اسے منالیں گے بلکہ میں خود اسے قائل کروں گی بس تم اپنے والدین کو قائل کرنے کی کوشش کرو۔''

''ماما کو کوئی پرابلم نہیں ہوگا لیکن پاپا یقیناً اعتراض کریں گے لیکن اگر تم لوگ ساتھ دو تو وہ قائل ہو سکتے ہیں وہ انسان کی اندرونی خوبیوں کو دیکھتے ہیں ان کے نزدیک بیرونی لوازمات بس بے معنی ہیں۔''

''ڈیٹس گریٹ پھر تو انکل کو قائل کرنا ماموں اور بھائی کے لیے کوئی مشکل کام نہیں۔'' رابعہ واقعی پرجوش تھی ہادیہ کا رونا دھونا ایک دم ختم ہو گیا تھا۔

''واقعی سب ٹھیک ہو جائے گا نا؟'' وہ اندرونی طور پر خوف زدہ تھی۔

''ان شاء اللہ بس تم دعا کرو۔''

''اور تمہاری شادی؟'' وہ پھر سے گلٹی فیل کرنے لگی۔

''وہ بھی ہو جائے گی ابھی سمجھ لو میرے لیے رائٹ پرسن سامنے نہیں آیا جس دن آ گیا میری شادی بھی ہو جائے گی۔'' ہادیہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔ رابعہ نے محبت سے اس کے ہاتھ دبا کر ساتھ لگایا تھا۔



وہ کالج سے گھر آئی تو حماد کی فیملی آئی ہوئی تھی مصطفیٰ کی پھپو، شائستہ اور ان کے شوہر تینوں موجود تھے۔ ان کو دیکھ کر انا کا دل ایک دم بند ہوا تھا۔

وہ لوگ صبوحی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے ایک طرف وقار احمد اور ضیاء ماموں بھی تھے۔

انا دروازے میں ہی ساکت ہو گئی تھی...... وہ سمجھ سکتی تھی کہ یہ لوگ کیوں آئے ہوں گے۔

ابھی تک ان لوگوں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ مرے قدموں سے چلتے اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ موبائل ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کا حماد کیا کسی سے بھی رابطہ نہیں تھا۔ اس وقت وقار گھر پر تھے یعنی ان کے علم میں ان لوگوں کی آمد تھی جبکہ وہ قطعی بے خبر تھی۔ وہ ساکت انداز میں بستر کے کنارے ٹک گئی تھی۔

اس نے یہ سارا کھیل خود شروع کیا تھا۔ اور اب یہ کھیل اس کے گلے کا پھندا بنتا جا رہا تھا۔ وہ اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی جب روشی کمرے میں داخل ہوئی تھی انداز سنجیدہ تھا۔

''حماد کی والدہ بھائی اور بھاوج آئے ہیں انکل نے مصطفیٰ بھائی کے ذریعے ان لوگوں کو آج اپنے ہاں مدعو کیا تھا وقار انکل نے ان سے تمہارے اور حماد کے رشتے کی بات کی ہے۔ وہ لوگ تمہیں بلا رہے ہیں آ کر ان سے مل لو۔'' روشی نے کہا تو انا کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا۔

''ہو سکتا ہے ماموں ان لوگوں کو آج ہی ہاں کہہ دیں۔'' انا نے ہراساں ہو کر روشی کو دیکھا پر روشی کہہ کر کمرے سے نکل گئی تھی۔

گھر والوں سے اس کی بول چال بند تھی۔ کوئی بھی اس سے مخاطب نہیں ہوتا تھا سوائے روشی اور ضیاء ماموں کے، وہ اسی طرح ساکت بیٹھی رہی تھی۔ تبھی صبوحی خود اسے بلانے چلی آئی تھیں۔ ان کا انداز سنجیدہ اور سپاٹ تھا۔ ان کے کہنے پر وہ آہستگی سے اٹھ کر اسی حلیے میں چلی آئی تھی۔

مصطفیٰ کی پھپو بہت محبت سے ملی تھیں انہوں نے خود اٹھ کر اسے گلے لگایا تھا شائستہ کا رویہ بھی اچھا تھا

خوش اخلاقی سے ملی تھی۔

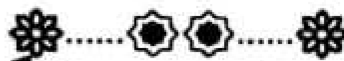
''ہمارے ہاں ایسے رشتے ناطے طے نہیں ہوتے میں ان شاء اللہ سب بڑوں کو لے کر آؤں گی اور پھر بات طے کروں گی وہی ہماری منگنی کی رسم ہوتی ہے۔ آپ کے کان میں بات ڈال دی ہے اب آپ کی بیٹی ہماری بیٹی ہوئی۔ حماد جاب کے سلسلے میں ایک دو ماہ کے لیے باہر جارہا ہے واپس آتا ہے تو ان شاء اللہ شادی کی ڈیٹ رکھ دیں گے۔'' زہرہ پھپھو نے کہا تھا وقار اور صبوحی نے سر ہلا دیا تھا۔

صبوحی کا چہرہ ابھی بھی سنجیدہ تھا جبکہ وقار کا چہرہ نارمل تھا۔

''جب آپ کو مناسب لگے رسم کرنے آجایئے گا ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔'' نارمل انداز میں کہا۔

انا کو لگا وہ ابھی یہیں گر جائے گی......وہ بمشکل خود کو سنبھال پارہی تھی۔

''میں آتی ہوں۔'' وہ لڑکھڑاتی آواز میں کہہ کر فوراً وہاں سے نکلی تھی۔ اپنے کمرے میں آکر بستر پر گر کر وہ ایک دم ضبط کھو بیٹھی تھی۔



رابعہ نے سہیل اور فیضان سے بات کی اور وہ دونوں ساری بات سن کر گم صم ہوگئے تھے۔

''مجھے ہادیہ بہت عزیز ہے ابوبکر کہہ چکے ہیں کہ وہ آپ لوگوں کا اعتماد نہیں توڑ سکتے لیکن میں بھی ہادیہ کا دل نہیں توڑ سکتی۔ ہے تو ایک مشکل فیصلہ لیکن مجھے ان حالات میں اس سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں لگ رہا۔'' سر جھکا کر اس نے دل کی بات کہہ دی۔

''میں ہادیہ کو ابوبکر سے ملوا رہی ہوں اس کے بعد آپ لوگ بھی فیصلہ کرلیجیے گا یقیناً ابوبکر ایک بہت ہی اچھے انسان ہیں مگر ان حالات میں جب ہم سب کچھ جانتے ہیں ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا میرا ضمیر گوارا نہیں کر رہا۔'' وہ اپنے جذبات کا اظہار کھل کر رہی تھی۔

''ٹھیک ہے مجھے تمہارا فیصلہ اچھا لگا ہے میں امی اور باقی لوگوں سے بات کرلوں گا تم ہادیہ کو ابوبکر سے ملوا دو اس کے بعد ہی ہم ابوبکر سے بات کریں گے۔'' سہیل بھائی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کے فیصلے کو اہمیت اور اس کی ذات کو مان دینے کی کوشش کی تھی۔

''شکریہ بھائی یقین جانیے بھائی یہ سب کچھ جانتے بوجھتے میں اس رشتے کے لیے تیار ہو جاتی تو ساری زندگی میں اپنے ضمیر کے سامنے گناہ گار رہتی۔''

''جیتی رہو، میں تمہاری ماں سے بات کرتا ہوں دکھ تو اسے بہت ہوگا لیکن ایک انسان سے ہم زیادتی بھی تو نہیں کرسکتے جانتے بوجھتے تمہیں یا ابوبکر کو اس شادی کے لیے مجبور نہیں کرسکتے ہم۔'' ماموں نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

وہ جانتی تھی کہ اس کے بڑے، ہمیشہ اس کو سمجھ کر اس کے فیصلے کو سمجھ کر اس کو اہمیت دیں گے۔

''تم ابوبکر اور ہادیہ کو بلوا لو اور دونوں جو بھی فیصلہ کرتے ہیں ہمیں بتا دینا۔'' ماموں اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہہ کر باہر نکل گئے۔

سہیل بھائی نے بھی اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تو اس کا حوصلہ ایک دم کئی گناہ بڑھ گیا تھا۔



زبین کی حالت کی وجہ سے وہ پریشان تھے۔ زبیدہ کینیڈا جانے پر زور دے رہی تھی وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پارہے تھے۔ شہر سے واپس آئے ان کا تیسرا دن تھا لیکن ذہن زیب النساء میں اٹکا ہوا تھا۔ بابا صاحب بھی چہیتی بہو کی ہاں میں

ہاں ملاتے تھے۔ ان حالات میں حیات علی نے ایک فیصلہ کیا تھا زبیدہ یا بابا صاحب کو اپنی زبین سے شادی کے بارے میں بتادیں گے۔ بابا صاحب باہر ڈیرے سے حویلی لوٹے تو وہ دالان میں ٹہل رہے تھے۔ ملازم نے ان کی آمد کی اطلاع دی تو وہ ان کے کمرے میں آ گئے۔ سلام دعا کے بعد ادھر ادھر کی باتیں چلتی رہی تھیں۔

''کیا بات ہے حیات جب سے شہر سے لوٹے ہو خاموش سے ہو۔''

''ایسی کوئی بات نہیں بابا صاحب۔'' بابا صاحب کی بات کو انہوں نے مسکرا کر رد کیا۔

''اصل میں مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔'' انہوں نے جھجکتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

''کیا بات کرنی ہے۔''

''بات یہ ہے کہ......!'' وہ رک گئے تھے بابا صاحب حقے کے شوقین تھے ملازم ان کے لیے حقہ تیار کر کے لایا تو وہ حقے کی نال تھام کر حقہ گڑگڑانے لگے۔

''بولو بچے کیا بات ہے؟''

''بات یہ ہے بابا صاحب کہ......!'' وہ پھر رکے اور قدرے توقف کے بعد سب بتاتے چلے گئے اور بابا صاحب وہ حیرت سے گنگ حقے کی نالی کو گڑگڑانے کی بجائے بت بنے چہیتے بیٹے کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن رہے تھے۔

❀......✿✿......❀

زہرہ پھپو اور باقی سب واپس جا چکے تھے انا مسلسل کمرے میں بند تھی۔ صبوحی کئی بار اس کے کمرے تک آتیں اور پھر بند دروازے کو دیکھ کر پلٹ جاتی تھیں۔ مغرب کے بعد سبھی گھر میں موجود تھے۔ احسن اور ولید کو بھی حماد کی فیملی کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ ولید کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا روشی نے کئی بار اس کا چہرہ دیکھا لیکن کوئی تاثر اخذ نہیں کر پائی تھی جبکہ احسن کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔ ضیاء صاحب صدمے سے نڈھال تھے۔

''پاپا کیوں کیا آپ نے ایسا، خود سے ان لوگوں کو گھر بلوایا اور پھر بات کی کیا ہم اب اتنے گئے گزرے ہیں کہ خود سے یہ سب کر رہے ہیں۔'' احسن مسلسل ٹہل رہا تھا۔

''جب اولاد ایسی منہ زور ہو جائے تو والدین یہ سب کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔'' وقار صاحب انا سے حد سے زیادہ بدظن ہو چکے تھے۔

روشی کے اندر عجیب سی کیفیت پیدا ہونے لگی تھی۔

''ایک بات کہوں، پتا نہیں کیوں مجھے لگ رہا ہے انا یہ سب جان بوجھ کر کر رہی ہے۔'' اس نے کہا تو سبھی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

''جہاں تک میں سمجھ پائی ہوں وہ حماد سے محض ہمیں بدظن کرنے کے لیے رشتہ جوڑ رہی ہے۔''

''کیا مطلب ہے تمہارا۔'' احسن ایک دم متوجہ ہوا۔

''انا کو کوئی کالز کرتا ہے اور وہ بلیک میل ہو رہی ہے اس کا موبائل ٹوٹ گیا ہے نمبر بند تھا گھر کے نمبر پر ایک لڑکی کی کال آئی تھی میں نے بھی اس سے بات کرتے سنا تھا کوئی اسے دھمکا رہا تھا۔''

''کیا مطلب...... کیسا دھمکانا؟'' اب کی بار باقی لوگ بھی ایک دم متوجہ ہوئے تھے۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

